REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹   وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ   شمارہ ۳۵

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۶ صفر ۱۴۱۱ ہجری   ۶ تبوک ۱۳۶۹ ہش   ۶ ستمبر ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمدللہ۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں ٭

اے مسیح محمدی کے غلامو! تمہیں خدا نے دنیا کے نقشے بدلنے کیلئے پیدا اور کھڑا کیا ہے!

خدا تمہیں اجازت دیتا ہے کہ اسلام کے حقیقی جہاد کیلئے اٹھو اور تمام دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرو!

مگر یہ یاد رکھو تمہارے ہتھیار محبت کے ہتھیار ہیں۔ دلائل کے ہتھیار ہیں۔ تم قوموں کو زندہ کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو، مارنے کے لئے نہیں!

خلاصہ خطاب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۹۰ء

مرتبہ:- مکرم رشید احمد صاحب چودھری پریس سیکرٹری۔ لندن

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

الحمدللہ یو۔کے کا جلسہ سالانہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ اس خطاب کے لئے مَیں نے دنیا میں رونما ہونے والی عظیم الشان تبدیلیوں کا موضوع چنا ہے جن کا محور روس ہے۔ روس کے اندر ریاستوں میں جو بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اس بارے میں سیاستدانوں کی مختلف آراء ہیں۔ اور مذہبی راہنماؤں نے بھی دلچسپی لینی شروع کی ہے۔ اسی طرح اقتصادی نقطۂ نگاہ سے بھی خیال آرائی کی جا رہی ہے۔ اس طرح مختلف سمتوں سے روس دنیا میں دلچسپی کا موجب بنا ہوا ہے۔ لیکن مَیں جماعت کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آئندہ کیا تاریخی اور مذہبی کردار ادا کرنا ہے جس کا خدا تعالیٰ کی تقدیر نے پہلے سے ہی فیصلہ کر رکھا ہے۔

آپ نے فرمایا: دنیا دو بڑے بلاکوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک مغربی بلاک ہے جس کا طرۂ امتیاز آزاد سرمایہ کاری ہے۔ اس کے برعکس کارل مارکس کا پیش کردہ وہ نظام ہے جسے ہم عرف عام میں اشتراکی کمیونسٹ یا سوشلسٹ نظام کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ اس وقت مغربی دنیا میں یہ احساس ابھرا ہے کہ اشتراکیت کی شکست ہوئی ہے۔ اور ان کی اپنی فتح ہوئی ہے۔ مگر یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہے۔ اور ان حالات کا جب تک بالغ نظری کے ساتھ گہرا تجزیہ نہ کیا جائے ہم یقین کے طور پر نہیں کہہ سکتے کہ ہم امن کی طرف بڑھ رہے ہیں یا جنگ کی طرف۔ کیا آگے بڑھ رہے ہیں یا پیچھے کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ اس تبدیلی کے بنیادی محرکات کیا ہیں، مَیں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ میرے نزدیک مسٹر گوربا چوف اس صدی کے آخری حصہ کے ایک عظیم راہنما ہیں جنہوں نے حالات کا صحیح تجزیہ کر کے بڑی جرأت کے ساتھ ایسے اقدامات کئے اور اقدامات کا ایسا سلسلہ جاری کر دیا کہ تاریخ میں ان کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔ لیکن اگر وہ تاریخ بننے سے پہلے انسانی توجہات اور رجحانات نے غلط کروٹ لی تو سنہری حروف کی بجائے سرخ حروف سے بھی لکھا جا سکتا ہے۔

اس لئے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ احمدیوں کو خدا تعالیٰ نے امن کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔ آپ ایک ایسے مقام پر کھڑے ہیں جس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ اس سے واضح ہے کہ احمدی خیر مانگنے والے اور خیر حاصل کرنے والے نہیں بنائے گئے بلکہ خیر عطا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ چونکہ جماعت احمدیہ یہ عزم لے کر اٹھی ہے کہ ہم امت محمدیہ کے عظیم مقام کو لازماً حاصل کریں گے۔ اس لئے اس مضمون کا موجودہ حالات میں سمجھنا ضروری ہے۔ آپ سے توقع ہے کہ تمام دنیا کی علمی راہنمائی کریں اور دنیا کی لیڈرشپ کو بتائیں کہ اس عظیم تاریخی موقع پر ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔

پہلی بڑی وجہ جو اس انقلاب کا پیش خیمہ بنی وہ انفرادی آزادی کا فقدان ہے۔ اشتراکیت میں اجتماعیت پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ انفرادیت اس کے سائے تلے دب کر کالعدم ہو چکی ہے۔ اور انفرادیت وہ بنیاد ہے جس کے اوپر سوسائٹی قائم ہوئی تھی۔ ہر انسان کو خدا تعالیٰ نے ایک پہلو سے خودغرض بنایا ہوا ہے۔ اور اپنے کسی حق کو کسی قیمت پر وہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں جب تک اس کے بدلے وہ کچھ حاصل نہ کر رہا ہو۔ بہترین سوسائٹی وہی ہے جس میں فرد اور اجتماعیت کے درمیان توازن قائم رہے۔ GIVE AND TAKE یعنی کچھ لو اور کچھ دو۔ فرد اور سوسائٹی کے درمیان فیصلہ کن اصول ہے۔ ایسا نظام جس میں انفرادیت کو مٹا دیا گیا ہو اس کے اندر ایک بنیادی خامی پیدا ہو جاتی ہے۔ فطرت انسانی نے آج نہیں تو کل لازماً اس کے خلاف بغاوت کرنی تھی۔

دوسری ایک بڑی وجہ اقتصادی فلسفہ کی ناکامی ہے۔ ہر انسان اپنے لئے کچھ کمانا چاہتا ہے۔ اور اقتصادی لحاظ سے جس حد تک ممکن ہو اپنے حقوق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ دو باتیں ہیں جو بہت حد تک ان نتائج پر منتج ہوئیں اور انقلاب لانے کا موجب بنیں۔ ایک ایسی سوسائٹی کا تصور کریں جہاں انفرادیت، اجتماعیت سے مغلوب ہو چکی ہے اور سوچیں بے چین ہیں کہ انہیں انفرادی آزادی نصیب ہو۔ دوسری طرف ایک اجتماعیت کا نظام ہے جو جانتا ہے کہ اگر انفرادیت کو سر اٹھانے کی اجازت دی گئی تو اجتماعی نظام کی جان پر حملہ ہو گا۔ تیسری طرف اقتصادی طور پر رفتہ رفتہ قوم غریب ہو رہی ہے۔ چوتھی طرف یہ خطرہ درپیش ہے کہ انفرادی آواز کو بزور دبانا قوم کی بقاء کے لئے ضروری ہے۔ ایسے حالات میں دو طرح کے خطرے قوم کو درپیش ہوتے ہیں۔ ایک اندرونی خطرات اور ایک بیرونی خطرات۔

اندرونی خطرات کے نتیجے میں قوم کے سرمایہ کا ایک بڑا حصہ ایسی فوجی یا غیر فوجی پولیس وغیرہ کی تنظیموں پر خرچ کرنا پڑتا ہے جس کی آزاد سوسائٹی میں ضرورت نہیں ہے۔ (آگے مسلسل صفحہ ۲ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

جہاں آزادیٔ ضمیر، وہاں آواز دبانے کے لئے خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مگر جہاں فکر کو نہ دبایا جائے وہاں قوم کی طاقت کا ایک بڑا حصہ جاسوسی پر خرچ ہوتا ہے۔ اور جوں جوں جاسوسی کا نظام تقویت پاتا ہے اجتماعی نظام کے خلاف نفرت اور بھڑکتی جاتی ہے حتیٰ کہ ہر انسان عدم اطمینان کا شکار ہو جاتا ہے۔ بیرونی دنیا سے بھی خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ اس لئے بیرونی طور پر دفاع کے لئے بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ خرچ اشتراکی ملکوں کو دوسرے ملکوں کی نسبت زیادہ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے دونوں بلاکوں کے درمیان حسد اور عدم اعتماد بڑھتا گیا اور اس کے نتیجے میں دونوں کے پاس خوفناک ہتھیار تھے اور ان کو اس حالت میں متوازن رکھنا کہ ایک فریق کو دوسرے پر فوقیت حاصل نہ ہو۔ غیر معمولی اخراجات کا تقاضا کرتے تھے۔ چنانچہ ان ساری باتوں نے اشتراکی ملکوں کی اقتصادیات پر اتنا بوجھ ڈال دیا کہ عدم توازن کی کیفیت پیدا ہو گئی۔

پھر ایسے ملکوں میں ہمیشہ اکثریت کے نام پر انقلاب آتے ہیں اور اپنے ہی ملک کی اکثریت پر ایک اقلیت حکومت کرتی ہے۔ اور نام اکثریت کا لیا جاتا ہے۔ چنانچہ اشتراکیت کے اولین لیڈروں میں سے ایک بہت ہی ذہین TOSKY نے ابتدا ہی سے یہ محسوس کیا۔ وہ لینن کا ممد و معاون رہا۔ اور اشتراکیت کی کوششوں میں اس کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اور انقلاب لانے میں اس نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ مگر انقلاب آنے کے بعد وہ اس نظام سے بد دل ہو گیا۔ اور ملک چھوڑ کر چلا گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ اشتراکی اجتماعی نظام ساری قوم کو بیڑیاں پہنائے بغیر پنپ نہیں سکتا۔ مزید برآں جو نتائج پیدا ہوئے وہ یہ ہے کہ چھوٹی پارٹی جو ایسے نظام پر قبضہ کرتی ہے وہ لازماً منفعت حاصل کرتی ہے۔ اور یہ رجحان تمام اشتراکی ممالک میں بڑھتا گیا۔ بعض دفعہ روٹی حاصل کرنے کے لئے سینکڑوں میٹر قطار میں کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ پس ایک طرف تو اشتراکی ملک فوجی طور پر اتنے طاقتور ہو گئے کہ دنیا کی چوٹی کی فوجی طاقت کے مقابل پر کھڑی ہو اور دوسری طرف اقتصادی حالت اس حد تک گر چکی ہو کہ عوام کی روزمرّہ ضروریات بھی پوری نہ کر سکے۔ لازماً اس سے عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔ اور یہ عدم توازن جو اشتراکی ملکوں تک تعمیر ہوئی وہ بڑھتے بڑھتے خود بھی عدم توازن کا شکار ہوئی۔ اور اس میں روسی اشتراکی پالیسی کی بد دیانتی کا بھی دخل تھا۔

مارکس نے جب DAS CAPITAL کتاب لکھی تو اس نے فلسفہ پیش کیا۔ ایک تو یہ فلسفہ ہے۔ اور دوسرا انسان کی اخلاقی ناکامی کا فلسفہ ہے۔ اس میں اس نے لکھا کہ دنیا کا کوئی نظام جو انسانی اخلاق کے بغیر اقتصادی نظام پیش کرے اس نے لازماً ناکام ہونا ہے۔ مگر یہ بات رہ بھول گیا کہ دنیا کا کوئی نظام بھی اخلاق کے بغیر نہیں چل سکتا۔ کیونکہ اس نے کہا کہ انسان میں اخلاق کا کوئی عنصر نہیں ہے۔ اس فلسفے نے کچھ عرصہ تک روسی نظام کو دھوکے میں رکھا۔ اور لینن نے خود اخلاق کے خلاف خود ایک علیحدہ کتاب لکھی۔ سختی سے اخلاقی تعلیم کی مخالفت کی۔ اور کہا کہ یہ کمیونزم کے لئے خودکشی کے مترادف ہے۔ اور اخلاقیات کے نتیجے میں لازماً خیالات خدا کی طرف منتقل ہوں گے۔ اور بڑی ذہانت سے یہ بات کہی کہ اخلاقیات کی بنیاد خدا کے تصوّر پر ہوا کرتی ہے۔ اور مذہب کے بغیر دنیا میں کوئی اخلاقی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اگر اخلاق کی طرف رُخ کیا تو اخلاق مذہب کی طرف لازماً لے جائیں گے۔ اور اگر خدا کا وجود تسلیم ہو گیا تو اس کی بالادستی تسلیم ہو گی۔ پھر عوام کی حکومت کا سوال نہیں رہے گا۔ لیکن وہ بھی اس بات کو بھول گیا کہ کوئی نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ جب تک اس کی بنیاد اخلاقیات پر نہ ہو۔ اگر اخلاقیات کو مٹا دیا جائے تو انسانیت مٹ جائے گی۔

لینن کے بعد روسی لیڈر شپ اسی نہج پر جاری رہی۔ یہاں تک کہ چینی انقلاب آیا۔ اور چینی انقلاب میں ماؤزے تنگ نے اسی کمزوری کو محسوس کیا۔ اسی لئے ماؤزے تنگ نے اپنی کتابوں میں اخلاقیات پر بہت زور دیا۔ وہ خود تو خدا کا بھی قائل نہیں تھا مگر اس کا اخلاقیات پر زور دینا مجبوری کی وجہ سے تھا۔ اس نے روسی تجربے کو ناکام ہوتا دیکھا تھا اور جان رہا تھا کہ یہ عمارت منہدم ہو گی۔ ماؤزے تنگ نے بھی تجربہ کیا اور محسوس کیا کہ لینن ٹھیک کہتا تھا۔ جب بھی اس نے اخلاقیات پر زور دیا چینی عوام کے ذہن میں کنفیوشس کی تعلیم کا اثر اُبھرنے لگا۔ حقیقت میں ماؤزے تنگ کنفیوشس کی تعلیم سے استفادہ کر رہا تھا۔ اور چونکہ کنفیوشس خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی تھے اس لئے اُن کی تعلیم قرآن کی تعلیم کے ہم آہنگ ہے۔ چنانچہ چینی قوم میں کنفیوشس کی طرف رُجحان بڑھنا شروع ہوا۔ چنانچہ ماؤزے تنگ کی تحریکات کا خلاصہ یہ ہے کہ کبھی وہ اخلاقیات پر زور دیتا تھا اور کبھی وہ CONFUSIOUSISM کے خلاف تحریک چلاتا تھا۔ اور اس طرح وہ کسی حد تک توازن قائم کرنے میں کامیاب رہا۔

اس کے بعد آنے والوں نے اخلاقیات کے مضمون کو نہ سمجھا۔ اس لئے بعد کی لیڈر شپ اُسی طرح کی لیڈر شپ ہے جیسے روس کی پندرہ بیس سال پہلے کی لیڈر شپ تھی۔ اس لئے میں گورباچوف کی ذہانت اور بہادری کا قائل ہوں کہ انہوں نے اِن حالات کو سمجھ کر بڑی حکمتِ عملی کے ساتھ وہ اقدامات شروع کئے کہ قوم اشتراکیت کے چنگل سے اِس حد تک نکل آئے کہ خرابیوں کے بد اثرات قوم پر اثر انداز نہ ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قوم نے کچھ کھویا ہے اور کچھ پایا ہے۔ یہ کہنا بالکل غلط ہو گا کہ اشتراکیت کی جڑیں اُکھڑ چکی ہیں۔ اگرچہ ہم مارکسزم کے قائل نہیں مگر پھر بھی جہاں تک بنیادی انسانی حقوق کا تعلق ہے یعنی روٹی کا حق، کپڑے کا حق، اور سر چھپانے کا حق ہو گا اور اچھے پانی کا حق ہو گا۔ یہ چار بنیادی ضروریات تھیں۔ اشتراکی انقلاب ان میں سے تین بنیادی ضروریات کے نام پر آیا ہے۔ اس میں پانی کی ضرورت کا ذکر نہیں۔ جہاں اسلام کی یہ پہلی اینٹ تھی، اشتراکیت کی یہ آخری اینٹ تھی۔ اسلام نے احسان اور عدل کے مقام کا تعین کیا جس سے انسان کی انسانیت چمکتی ہے اور بہیمیت دبتی ہے۔ اسلامی اقتصادی نظام ان دونوں نظاموں کے وسط میں ہے۔ اسی لئے اس کو لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کہا گیا۔ بعض اُمور میں یہ اشتراکی نظام کا مؤید ہے اور بعض میں مغربی نظام کا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جا سکتا کہ مغربی اقتصادی نظام فتحیاب ہُوا ہے۔ ان کے اندر بھی رخنے ہیں۔ وہ خود ڈول رہا ہے۔ اور کئی پہلوؤں سے وہ چٹان کے اس کنارے تک پہنچا ہے جس سے گرنے کے بعد تباہی ہُوا کرتی ہے۔ اس نظام کی بنیاد اجتماعیت سے ہٹ کر انفرادیت تک اتنی زیادہ ہو گئی کہ خود غرضی کی انتہا ہو گئی ہے۔ حضور نے فرمایا: اس میں بھی اندرونی خطرات ہیں اور بیرونی خطرات بھی۔ مگر تفصیل میں جانے کا یہ وقت نہیں۔ مختصراً یہ کہ اس نظام کے نتیجے میں بھی تمام مغربی دنیا میں بے چینی ہے۔ امریکہ میں انفرادیت پر اتنا زور دیا گیا کہ مجرموں کو قانون پناہ دیتا ہے۔ اور معصوموں سے پناہ ہٹاتا ہے۔ اور پھر رحم کے نام پر CAPITAL PUNISHMENT کو ہٹایا گیا جو خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ جہاں موت کی سزا ہٹالی جائے وہاں مجرموں سے موت کی سزا ہٹائی جاتی ہے اور معصوموں پر موت کی سزا وارد کی جاتی ہے۔ قتل کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے!!

پس توازن کا فقدان سب سے بڑا گناہ ہے جو مغربی دنیا میں بھی موجود ہے اور مشرقی دنیا میں بھی موجود ہے۔ قانونِ قدرت لازماً جیتا کرتا ہے۔ کوئی دنیا کا دانشور قانونِ قدرت کے خلاف نظام کو تقویت دینے کی کوشش کرتا ہے تو لازماً آخر اُس نے ہزیمت اُٹھانا ہے۔ اس کی شکست مقدّر ہے۔ مغربی نظام بھی بعض پہلوؤں سے ناکام ہو چکا ہے۔ پس یہ کہنا کہ اشتراکی نظام ناکام ہُوا ہے اور مغربی نظام کو فتح ہوئی، بالکل غلط ہے۔

پہلے شراب کی لعنت تھی اور اب ڈرگ کا بھی زور دورہ ہے۔ اور نئی نئی قسم کی ڈرگز ایجاد ہو رہی ہیں۔ اگر ایک ڈرگ کے عادی کی طلب پوری نہ ہو تو وہ ہر بڑے سے بڑا جُرم کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ یہ صُورتِ حال بہت خطرناک ہے۔ مغربی دُنیا میں اخلاقی ڈھانچہ تباہ ہو گیا ہے۔ اور ایسی تہذیب نکلی ہے جس کو عیسائیت کی تہذیب کہتے ہیں۔ مگر خُدا گواہ ہے عیسائیت کو اس سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ عیسائیت خدا کا پیدا کردہ پاکیزہ مذہب تھا جس کے نتیجے میں حق تلفی کا نہیں بلکہ حق چھوڑنے کا جذبہ اُبھرتا تھا۔ لیکن اِس تہذیب کی جان حق تلف کرنا بن گئی ہے۔ اِس طرح خود غرضی انفرادی سطح پر بھی اور قومی سطح پر بھی بڑھ رہی ہے۔ ایسی صُورت میں اِن مُلکوں کا اقتصادی نظام بھی خود غرض ہو گا۔ اِسی طرح دوسرے ممالک سے صنعتی یا دیگر روابط ہیں۔ ان کا بھی یہی مقصد ہے کہ غریب مُلکوں سے دولت کو لازماً امیر مُلکوں کی طرف منتقل ہونا ہے لوگ مجبور ہو رہے ہیں۔ جرمنی کے دو حصّے کر دیئے گئے۔ ایک حصّہ جرمن علیحدہ کر کے مشرقی جرمنی کا نام دیا گیا۔ اور اقتصادی طور پر وہ روس کے نیچے آ گیا۔ حال ہی میں دیوارِ برلن ٹوٹی ہے اور بٹی ہوئی قوم کے ایک دوسرے سے ملنے کا سلسلہ اِس تیزی سے شروع ہُوا ہے کہ کوئی مغربی مفکّر اس کا تصوّر بھی نہیں کر سکتا تھا۔ اِس کے نتیجے میں جہاں بعض مغربی راہنماؤں نے خوشی کے شادیانے بجائے اور کہا کہ اشتراکیت ٹوٹ گئی وہاں بعض دانشوروں نے خطرات بھی محسوس کئے۔ چنانچہ مسز تھیچر نے کبھی بھی کھلی خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ وہ اندر سے سخت فکرمند معلوم ہوتی ہیں اور وہ سمجھتی ہیں کہ بعض خطرات ایسے پیدا ہوں گے جن کو پھر ہم قابو میں نہیں لا سکیں گے۔ بعض خطرات کو جو مغربی دُنیا محسوس کرتی ہے، ممکن ہے بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہو۔ اور اِن کا تعلق بدظنّی سے ہو۔ مثلاً جرمن قوم کے متعلق جن خدشات کا اظہار دبی زبان سے کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی وزیر اِن خدشات کا کُھلم کُھلا اعلان کر دے تو اُسے استعفیٰ دینا پڑتا ہے۔ ایسے خیالات قوم کے دماغ میں پنپ رہے ہیں۔ ان کا ایک حصّہ بدظنّی سے تعلق رکھتا ہے۔ یورپ میں بعض ممالک یہ سمجھتے ہیں کہ جرمنی کے آپس میں اکٹھے ہو جانے سے جرمن اقتصادیات کو اتنی بڑی طاقت ملے گی کہ جرمن قوم دوبارہ دُنیا کے لئے مُصیبت نہ بن جائے۔ یہ خطرات ہیں جن کو مغربی دُنیا کے بہت سے ذکی سیاستدان محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن امرِ واقعہ یہ ہے کہ یہاں بھی ان کو جماعتِ احمدیّہ کی راہنمائی کی ضرورت ہے۔ جرمنی سے تمام دُنیا کو کبھی کوئی خطرہ نہیں ہو گا۔ اگر جرمن قوم سے عزّت اور احترام کا سُلوک کیا جائے۔ اِس کے حقوق اِس کو دیئے جائیں۔ اگر خطرات کی پیش بندی کے سلسلہ میں کچھ ناجائز اتحاد ہُوئے اور اِس قوم پر پابندیاں عائد کرنے کی کوشش کی گئی اور اِس قوم نے محسوس کیا کہ ہم سے عدمِ اعتماد کا سُلوک کیا جا رہا ہے تو لازماً اِس قوم میں وہی رجحانات دوبارہ سر اُٹھانا شروع کر دیں گے۔

(باقی صفحہ ۸ پر)

خطبہ جمعۃ المبارک

خدا تعالیٰ نے اِن آیات میں جو بے شمار خزانے حکمت کے مدفون فرمائے ہیں اُن کو ٹٹولیں۔ آپ کو عرفان کے نئے نئے موتی ملتے چلے جائیں گے۔ اور اُن کا تربیتِ اولاد کے ساتھ اور تربیتِ قوم کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے

وہ والدین جو ایک دوسرے سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں اُن کی اولاد ہمیشہ اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۹ر احسان ۱۳۶۹ ہش مطابق ۲۹ جون ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر P.S. لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ
اِدارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ھدیۂ قارئین کر رہا ہے ــــــ (قائم مقام ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درجِ ذیل آیاتِ کریمہ کی تلاوت فرمائی :۔

وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ○ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ○

(سورۃ الفرقان، آیات ۷۲ تا ۷۸)

پھر فرمایا :۔

قرآنِ کریم کی یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے یہ سورۃ الفرقان کی آخری چند آیات ہیں۔ ان کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ جو توبہ کرتا ہے اور توبہ کے بعد نیک اعمال بجا لاتا ہے فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۔ یہی وہ شخص ہے جو حقیقی معنوں میں خدا کی طرف بڑی سچی توبہ کے ساتھ رجوع کرنے والا ہے۔

یہاں توبہ کے مضمون کو دو دفعہ باندھا ہے۔ پہلے توبہ کا ذکر فرمایا پھر اُس کے معاً بعد عَمِلَ صَالِحًا فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ توبہ کی تعریف میں صرف منفی پہلو نہیں بلکہ حقیقی توبہ میں ایک مثبت پہلو بھی شامل ہے۔ عام طور پر توبہ سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گناہوں سے بچنے کا عہد کرنا توبہ ہے۔ لیکن قرآنِ کریم خلا کا قائل نہیں۔ اور کائنات میں خلا حقیقت میں کہیں بھی موجود نہیں۔ خلا کا معنی ہی نفی ہے۔ اور یہ ایک ایسا لفظ ہے جو اپنی ذات کی نفی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ پس یہ وہم کہ دنیا میں کہیں خلا ہے یا ساری کائنات میں کہیں خلا ہے یہ محض واہمہ ہے اس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ جس جگہ آپ خلا سمجھتے ہیں وہاں ماحول سے کچھ نہ کچھ اندر سرایت کر کے اس جگہ کو بھرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو بدیوں کا ہٹنا اپنی ذات میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بدیوں کا ہٹنا صرف یہ معنی رکھتا ہے کہ جگہ خالی کی جا رہی ہے۔ اور کسے لئے؟ جس طرح کوئی معزز انسان کسی مجلس میں آئے تو بیٹھے ہوئے لوگ سرک کر اس کے لئے جگہ بنا لیتے ہیں۔ یہی نقشہ قرآنِ کریم نے توبہ کا کھینچا ہے کہ محض گناہوں کو دور کرنے کی خاطر نہیں بلکہ نیکیوں کو جگہ دینے کے لئے دُور کرو۔ اور یہی مضمون حسنۃ اور سیئۃ کے تقابل میں جگہ جگہ پیش کیا گیا ہے۔ تو فرمایا :

توبہ تو وہی توبہ ہے

جس کے بعد عملِ صالحہ اس کی پیروی میں چلے آئیں۔ اور تمہارے دل کے خلاؤں کو بھر دیں اور تمہارے اعمال کے خلاؤں کو بھر دیں۔ فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۔ یہی وہ شخص ہے حقیقت میں جو اللہ کی طرف سچی توبہ کے ساتھ رجوع کرنے والا ہے۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ وہ لوگ جو جھوٹ کی گواہی نہیں دیتے یا جھوٹی گواہی نہیں دیتے، یہ اس کا عام ترجمہ ہے جو اوّلین ترجمہ شمار ہوتا ہے، لیکن اس میں شامل یہ بات بڑی شدت سے پائی جاتی ہے کہ وہ کسی قیمت پر بھی جھوٹ نہیں بولتے۔ جھوٹی گواہی دینا بعد کی بات ہے۔ جس شخص کو ایسا ماحول جس میں ہر طرف سے دباؤ ہوں جھوٹی گواہی دینے پر مجبور نہ کر سکے ایسا شخص لازماً اپنی عام زندگی میں بہت ہی سچا انسان ہوتا ہے۔ اور لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ کا یہ بھی معنی ہے کہ جھوٹ پر جھانکتے بھی نہیں۔ جھوٹ کو دیکھتے ہی نہیں۔ جھوٹ سے اُن کا کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں رمضان کے مہینے (کے بارے) میں یہی لفظ استعمال ہوا کہ جس نے رمضان کا مہینہ دیکھا۔ مطلب یہ ہے کہ جس نے رمضان کا مہینہ پایا۔ تو جھوٹ کے ساتھ اُن کا دُور کا بھی علاقہ نہیں۔ وہ جھوٹ پر جھانکتے بھی نہیں۔ پھر فرمایا : وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ انہیں معنوں میں یہ دوسرا مضمون بہت ہی خوبصورت رنگ میں پہلے کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے۔ جو لوگ جھوٹ کو نہیں دیکھتے وہ لغو چیزوں کو بھی نہیں دیکھتے۔ پس وہ جب ایسی مجالس سے گزرتے ہیں جہاں بیہودگیاں ہوں، جہاں ناپسندیدہ حرکات ہو رہی ہوں تو اجتناب کرتے ہوئے گزر جاتے ہیں۔ تو

بہت ہی حسین منظر ہے سچے لوگوں کا

کہ نہ وہ جھوٹ کو دیکھتے ہیں، نہ ایسی چیزوں کو جن میں جھوٹ کی آمیزش ہو اور عزتِ نفس کو قائم رکھتے ہوئے وقار کے ساتھ وہ ایسی مجالس کے پاس سے گزر جاتے ہیں جہاں لغو باتیں جو درحقیقت جھوٹ کی آلائش رکھنے والی باتیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ جھوٹ کا معنی صرف یہ نہیں کہ خلافِ واقعہ بات بیان کی جائے بلکہ لغو میں جھوٹ کا عنصر اس طرح شامل ہے کہ خیالی اور فرضی دلچسپیاں جو زبردستی بنائی جاتی ہیں اور اُن کا انسانی زندگی کی حقیقت سے کوئی گہرا تعلق نہیں ہوتا۔

پس ایسی تمام دلچسپیاں جیسے جُوا ہے اور اس قسم کی لغویات ہیں جو درحقیقت مصنوعی طور پر انسانی زندگی کو اُلجھانے کے لئے بنائی جاتی ہیں، یہ ساری جھوٹ ہیں۔ تو جھوٹ کے مضمون کو زیادہ لطافت کے ساتھ، مزید وضاحت کے ساتھ یوں بیان فرما دیا کہ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب بھی خدا تعالیٰ کی آیات اِن پر پڑھی جاتی ہیں لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا۔ وہ اُن سے ایسا سلوک نہیں کرتے جیسا کوئی باتیں سُنے

والا ... کوئی مخاطب اندھا ہو جس پر نہ کلام کا حسن اثر کرے نہ کلام کرنے والے کا حسن اثر کر سکتا ہو۔ دو ہی طرح سے انسانی زندگی متاثر ہوا کرتی ہے۔ یا تو نصیحت سُن کر یا نصیحت کرنے والے کے حسن سے متاثر ہو کر۔ تو صُمًّا وَّعُمْيَانًا میں یہ دونوں مضمون اس طرح باندھ کر بیان کر دیئے گئے کہ بعض لوگ نصیحت کرنے والے کو دیکھا کرتے ہیں۔ اگر وہ صاحب وقار ہو، صاحب عظمت ہو، اُس کے حُسن سے انسان متاثر ہو تو اس کی کڑوی باتیں بھی انسان برداشت کرتا ہے اور اس کی مشکل نصائح پر بھی عمل کرتا ہے۔ بعض دفعہ نصائح اتنے حسین رنگ میں پیش کی جاتی ہیں کہ کہنے والا کوئی بھی ہو، اُن کو سُن کر انسان اُن سے متاثر ہو جاتا ہے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کی صفات یہ بیان کی گئی ہیں کہ یہ لوگ کبھی بھی نصیحت سے بہروں والا سلوک نہیں کرتے اور نصیحت کرنے والوں سے اندھوں والا سلوک نہیں کیا کرتے۔

اس کا پہلے مضمون سے یہ گہرا تعلق ہے کہ نصیحت سُننا اور نصیحت پر عمل کرنا کچھ تقاضے کرتا ہے۔

ہر انسان نصیحت پر عمل کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا

خصوصاً وہ لوگ جو جھوٹے ہوں۔ اور وہ لوگ جن کو لغویات کی عادت ہو، اُن کے لئے نصیحت پر عمل کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ چنانچہ مجھے بعض احمدی خواتین کے جو خطوط ملتے ہیں جن کے خاوند نیک نہیں، اُن کو دُنیا کی دلچسپیوں کا زیادہ خیال ہے بہ نسبت دین کی ذمہ داریوں کے۔ بعض ایسی نیک مائیں ہیں جو اُن کے نیچے اس طرح زندگی بسر کرتی ہیں جس طرح حضرت آسیہ نے فرعون کے نیچے زندگی بسر کی تھی۔ گو وہ شدت نہیں لیکن کسی حد تک مضمون وہی ہے۔ جس کا کسی حد تک ان کی زندگی پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ پس ایسی عورتیں جن کی زندگی کسی نہ کسی رنگ میں آسیہ سے مشابہ ہیں وہ بڑے دردناک طریق پر مجھے خطوط لکھتی ہیں اور کہتی ہیں، ہم چاہتی ہیں بچوں کی اچھی تربیت کریں۔ لیکن ہمارا ماحول ایسا ہے کہ جس میں ہمارے لئے بڑی مشکلات ہیں۔ خاوند نماز نہیں پڑھتا۔ خاوند فلاں چیز کا عادی ہے۔ خاوند فلاں بات کا عادی ہے۔ دنیا کی لغویات میں محو ہے۔ اور بعض دفعہ جب میں آپ کا خطبہ سُن کر بچوں کو سُناتی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ ان پر بہت گہرا اثر پڑا ہے تو میں کوشش کرتی ہوں کہ میرا خاوند بھی سُنے۔ اور اس پر بھی اثر پڑے۔ چنانچہ جب وہ آتا ہے تو میں کسی بہانے وہ خطبہ لگا دیتی ہوں۔ لیکن یہ دیکھ کر بہت دُکھ ہوتا ہے کہ اس پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔ وہ دلچسپی نہیں لیتا۔ وہ سُنتا ہی نہیں۔ وہ توجہ نہیں دیتا۔ اور بعض دفعہ کہہ دیتا ہے کہ بند کرو، یہ تم نے کیا لگایا ہوا ہے۔ تو قرآن کریم نے اِن لوگوں کا نقشہ کھینچا ہے جو نصیحت سے متاثر نہیں ہو سکتے۔ اور جن کو کوئی بات بھی خواہ نصیحت کرنے والا اچھا ہو یا اس کا اُن کے ذہن میں کوئی وقار ہو یا بات اچھے رنگ میں پیش کی گئی ہو۔ اس قسم کی کوئی بات بھی اُن پر اثر نہیں کرتی۔ گویا کہ وہ بہرے اور اندھے ہو جاتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا پہلے ذکر گزر چکا ہے۔ یہ اکثر وہ لوگ ہیں جو جھوٹے ہیں۔ جھوٹی گواہیاں دینے والے ہیں اور لغویات میں محو ہیں۔ پس

جن لوگوں کی زندگی لغویات میں بسر ہو رہی ہو

اور دُنیا کی ادنیٰ اور گھٹیا دلچسپیوں میں اُن کی تمام تر توجہ ضائع ہو رہی ہو، اُن کو اچھی باتوں کیلئے وقت مل نہیں سکتا یا ملتا بھی ہے تو دلچسپی پیدا نہیں ہوتی۔ تو فرمایا کہ یہ میرے بندے جو سب جو سچی توبہ کرنے والے ہیں، نیک اعمال کرنے والے ہیں، یہ ایسا نہیں کیا کرتے۔ یہ جب اچھی بات سُنتے ہیں تو اُن باتوں کی طرف دھیان دیتے ہیں۔ اور پھر جب کوئی ایسا شخص اُن سے گفتگو کرتا ہے جس کے لئے اُن کے دل میں احترام ہو تو اور بھی زیادہ توجہ سے اُن باتوں کو قبول کرتے ہیں۔ گویا کان تو وہ بات بتاتے ہیں جو سمجھ آ رہی ہے۔ اور بیان کرنے والے کا مرتبہ اپنی ذات میں ان کو متأثر کرتا ہے اور بغیر سوال کئے کہ کیوں، ہم ایسا کریں۔ اُس کے احترام میں وہ بات کو قبول کرنے لگتے ہیں۔

اس میں ہمارے گھروں کی تربیت کے لئے بڑے گہرے راز ہیں۔ وہ ماں باپ جن کو بات کرنے کا سلیقہ نہ ہو، وہ ماں باپ جن کا اپنی اولاد میں کوئی وقار نہ ہو اور ایک خاص محبت اور احترام کا اُن کو مرتبہ حاصل نہ ہو، اُن کے بچے بہرے یا اندھے نہ بھی ہوں تب بھی اُن کی نصیحتیں بے کار ہیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ دونوں باتوں کا ہونا بڑا ضروری ہے۔ گھر میں والدین اچھی بات کرنے کا سلیقہ رکھتے ہوں اور اُن کا ذاتی مقام اور مرتبہ ایسا ہو کہ اولاد کو اُن سے گہرا تعلق ہو۔ اگر تعلق زیادہ ہوگا تو اپنے ماں باپ کے چہرے دیکھ کر اُن چہروں کی خاطر اُن کی باتیں مانیں گے۔ اور اگر بات اچھی ہوگی اور دلنشین ہوگی تو چہرہ دیکھے بغیر ہی بات اپنی ذات میں اُن کو قائل کرنے کی اہلیت رکھتی ہوگی۔ ... فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۝ یہ وہ لوگ ہیں جو محض اپنی کوششوں پر انحصار نہیں کرتے بلکہ جانتے ہیں کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیر معمولی نصرت شاملِ حال نہ ہو، خدا تعالیٰ کی تائید ہمیں میسر نہ ہو، ہماری نصیحتیں اور اولاد کی اصلاح کی کوششیں سب بے کار جائیں گی۔ پس وہ خدا کے حضور یہ عرض کرتے رہتے ہیں کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ۔ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جوڑوں سے یعنی اگر عورت ہے تو اُس کے لئے بھی زوج کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اور اگر مرد ہے تو اُس کے لئے بھی زوج کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ تو ہمیں اپنے زندگی کے ساتھیوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب فرما۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

جہاں تک اِس آیت کا تعلق ہے یہ ضروری نہیں کہ لازماً میاں بیوی کے تعلقات اور خاندان کے حالات پر ہی اطلاق پاتی ہو۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کی دعا بہت ہی وسعت رکھتی ہے۔ اور اِس آیت کے ٹکڑے میں ایک ایسا عظیم اور گہرا مضمون بیان ہوا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ

عرفان کا دریا ایک کوزے میں سمیٹ دیا گیا ہے۔

اور قرآن کریم میں کثرت سے ایسی آیات ہیں جن میں آپ یہ عجیب بات دیکھیں گے کہ پوری آیت اپنی ذات میں ایک مضمون کو بیان کر رہی ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اپنی ذات میں عرفان کا ایک سمندر لئے ہوئے ہیں۔ اور اِس آیت سے جس کا وہ ٹکڑا ہیں الگ کر کے بھی اُن کو پڑھا جائے تو ابدی سچائیاں اُن میں پائی جاتی ہیں جو دُوسرے مضمون کی محتاج نہیں ہیں۔ ہاں اِس مضمون کو چار چاند لگانے کے لئے موتیوں کی طرح یا ہیروں اور جواہر کی طرح اس میں جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس یہ جو مضمون ہے اس کو میں نے آئندہ اسی سلسلے میں ایک خطبے کے لئے اُٹھا رکھا ہے۔ وہ میں پھر بیان کروں گا۔ اس وقت میں گھریلو ذمہ داریوں کے متعلق ہی چند باتیں آپ کے سامنے رکھنی چاہتا ہوں۔ جو اِسی کلام الٰہی کی روشنی میں ہیں۔

فرمایا: وہ دُعا کرتے ہیں کہ اے خُدا! ہمیں اپنی بیویوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کر۔ وہ خاوند جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ اکثر ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو اپنی بیویوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب نہیں ہوتی اور اس لئے وہ باہر دُنیا میں بھٹکتے ہیں۔ اور اس کی بہت سی وجوہات ہیں۔ معاشرے میں کفو کی شادیاں نہ کرنا بھی اس کی ایک وجہ بن جاتی ہے۔ بعض دفعہ عورت اپنی ذات میں نہایت نیک اور سلجھی ہوئی اور وفادار اور خاوند کی خدمت کرنے والی اس کے حقوق ادا کرنے والی ہے، لیکن اس شادی کا جوڑ ملانے والوں نے خاوند اور بیوی کے مزاج کا، اُن کی عادات کا جوڑ نہیں ملایا۔ چنانچہ ایسا خاوند گھر سے باہر گھر محسوس کرتا ہے۔ اور گھر کے اندر یوں لگتا ہے جیسے گھر سے باہر نکل گیا ہے۔ اور گھر کے اندر کا ماحول اُس کو اِس طرح بے چین کرتا ہے جس طرح مچھلی پانی سے باہر آ گئی ہو۔ تو یہ ساری کیفیت بالکل اُلٹ جاتی ہے۔

حقیقت میں وہی گھر جنّت بنتے ہیں

جہاں انسان باہر سے جب لَوٹتا ہے تو اُسے سکون ملتا ہے۔ وہ اپنے بھاری کپڑے اُتار کر ہلکے کپڑے پہنتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے اُس کے سارے بوجھ اُتر گئے اور گھر کے پاکیزہ ماحول میں اُسے ایک جنّت ملتی ہے۔ اور اگر وہاں اُس کے لئے طبیعت اور مزاج کے خلاف باتیں ہوں تو وہ گھبرا جاتا ہے۔ ایک یہ بھی وجہ بنتی ہے۔ ایک وجہ یہ بھی بنتی ہے کہ وہ خاوند شادی سے پہلے ہی بد اخلاق ہوتا ہے۔ اُس کو باہر دُنیا میں پھر کر اپنی طبیعت کے تقاضے پورے کرنے کی گندی عادتیں پڑی ہوتی ہیں۔ اور اُس کی نظریں بھٹک چکی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کی قوم نے یہ کہا تھا کہ ہم ایک کھانے پر راضی نہیں رہ سکتے۔ ایسے خاوند پھر ایک بیوی پر راضی نہیں رہ سکتے۔ اور ایک سے زائد بیویوں کی اُن کے اندر طاقت نہیں ہوتی۔ نہ انصاف کر سکتے ہیں نہ وہ بوجھ اُٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے وہ بھٹکے ہوئے خاوند ہیں۔ اور اکثر جو خطوط ملتے ہیں اُن کا زیادہ تر اِس کیفیت سے تعلق ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب تک دونوں فریق ایک دُوسرے کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک نہ بنیں اُس وقت تک یہ توقع رکھنا کہ اولاد سے ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوگی یہ ایک فرضی بات ہے اور اس میں ایک بہت ہی گہری حکمت بیان فرمائی گئی ہے جس کا

انسانی نفسیات

سے گہرا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ والدین جو ایک دُوسرے سے آنکھوں کی ٹھنڈک پاتے ہیں اُن کی اولادیں ہمیشہ اُن کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہیں۔ تربیت میں یک جہتی پائی

جاتی ہے اور ایک ہی مزاج کے ساتھ بچے پروان چڑھتے ہوئے ہیں اور وہ ماں باپ جو ایک دوسرے سے سچا پیار کرنے والے اور ایک دوسرے کا ادب کرنے والے اور ایک دوسرے کا لحاظ کرنے والے، ایک دوسرے کی ضروریات کی طرف دھیان رکھنے والے اور اخلاق سے پیش آنے والے ماں باپ ہوتے ہیں اُن کی اولاد بھی اپنے ماں باپ سے پیار کرنے والی بنتی ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ نسبتاً بہتر تعلقات قائم کرتی ہے اور ایسی اولاد پھر ماں باپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے تو قرآن کریم نے دعائیں بھی کیسی عمدہ ترتیب سے پیش نظر رکھی۔ فرمایا: پہلے یہ دعا کیا کرو کہ اے خدا! ہمیں ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک تو بنا دے اور جب ہم ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں گے تو پھر ہمارا یہ حق بنتا ہے کہ تجھ سے یہ التجا کریں کہ اگلی منزل بھی ہمیں عطا کر جو اس مضمون کی بالائی منزل ہے۔ یعنی پہلے ہمیں ایک دوسرے کی آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر پھر ہم اولاد کی طرف سے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک پانے والے ہوں۔

دو منزلہ اوپر تلے بنے ہوئے مکان

اور ایک کا دوسرے سے ایسا تعلق ہے جیسے ایک منزل کے اوپر ایک اور منزل تعمیر کر دی گئی ہو اور اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں بالا خانے عطا کئے جائیں گے۔ وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا۔ اور وہ ان بالا خانوں میں تحائف پائیں گے۔ تحیۃ تحفے کو کہتے ہیں۔ یعنی ایسی نعمتیں پائیں گے جو اُن کے اعمال کی جزاء نہیں ہوں گی بلکہ اس کے علاوہ محض خدا کے فضل کے نتیجے میں انہیں عطا ہوں گی۔ وَسَلٰمًا اور سلامتی پائیں گے۔

آپ قرآن کریم کے تراجم میں جب اس آیت کا ترجمہ پڑھیں گے تو دو باتیں خاص طور پر دکھائی دیں گی۔ اوّل یہ کہ بالا خانوں کا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے گویا واقعی ایک منزل کے اوپر دوسری منزل بنی ہے اور اس منزل میں وہ لوگ رہتے ہیں جو دوسری منزل ہے اور دوسرا یہ کہ اس کا تعلق جنت سے ہے اور اس دنیا سے تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ اولین طور پر اس مضمون کا اس دنیا سے تعلق ہے۔ دراصل غرفہ سے مراد ہرگز ظاہری بالا خانہ نہیں ہے بلکہ "اونچے مکان" جس طرح اردو میں محاورے میں استعمال ہوتا ہے۔ اونچے مرتبے۔ اور ہر زبان میں اونچے کا لفظ بلند شان کے لئے اور ایک اعلیٰ مقام کے اظہار کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی ظاہری معنوں میں اعلیٰ مقام نہیں بلکہ معنوی لحاظ سے اعلیٰ مقام۔ پس بالا خانے سے مراد یہ ہے کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کو عزت اور شرف کے مکان ملتے ہیں جن کو

بلند مراتب نصیب ہوتے ہیں

اور یہی مکان ہیں جو دراصل رہنے کے مکان ہیں جن میں یہ لوگ رہتے ہیں کیونکہ ان صفات کے نتیجے میں وہ گھر بالا خانے بنتے ہیں خواہ وہ تہہ خانوں میں بسنے والے لوگ ہوں۔ پس چونکہ اس دنیا میں ہر ایک آدمی کو ظاہری طور پر بالا خانے نہیں ملتے اس لئے ترجمہ کرنے والے ظاہری ترجمے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور یہ تصور پیش کرتے ہیں کہ گویا مراد ظاہری مکانوں کی دوسری منزل ہے۔ اگر دوسری منزل مومنوں کی جزاء ہے یعنی ظاہری طور پر دوسری منزل، تو پھر تو امریکہ اور مغربی دنیا کے دوسرے ممالک جن میں سو سو منزلیں بھی اوپر منازل بن گئی ہیں ان کے مرتبے تو ہم سے بہت بلند ہو گئے اور ان کو تو خدا نے اتنی جزاء اس دنیا میں ہی دے دی کہ اس کا ہم گویا اگلی دنیا میں بھی تصور نہیں کر سکتے۔ یہ کیسا خدا ہے جو قرآن کریم پر عمل کرنے والے، توبہ کرنے والے، نیک اعمال کرنے والے اور پھر ایسی ایسی پیاری دعائیں سکھا کر ان دعاؤں کے طلبگاروں کو یہ جزاء دیتا ہے کہ اے خدا اس دنیا میں تو چلو تو نے ٹوٹے پھوٹے مکان دے دیئے کوئی بات نہیں۔ زمین کی سطح پر گھسٹ گھسٹ کر زندگیاں گذاریں، کم سے کم اگلی دنیا میں ہمیں دوسری منزل دے دینا۔ ہرگز ہرگز کسی قیمت پر یہ مضمون قرآن کریم کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ اور قرآنی شریعت کی شان کو گھٹانے والا مضمون ہے۔ اس لئے بالا خانہ ہمیشہ روحانی معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور لفظ بالاخانہ استعمال کرنا پڑیگا کیونکہ عربی میں بھی یہ بالاخانے کے طور پر ہی یہ استعمال ہوا ہے لیکن اس کے معنی ہمیشہ یہی سمجھیں کہ عزت اور شرف کے بلند مقامات۔ اور دنیا میں بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یقیناً ہوتا ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ یہ جنت کے وعدے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ جنت سے وعدے بھی ہیں لیکن

حقیقت میں اس جنت کا آغاز اس دنیا سے ہوگا

اور یہی قرآن کریم کی مراد ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مترجمین نے اور مفسرین نے اگلی آیت کے ایک لفظ سے دھوکہ کھایا جس میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا کہ یہ لوگ اس حالت میں ہمیشہ رہیں گے اور سمجھے کہ یہ ہمیشگی کی زندگی تو جنت میں مل سکتی ہے۔ اس لئے یہ وعدہ جو کیا جا رہا ہے انعام کا، اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں بلکہ آئندہ دنیا سے ہوگا۔ حالانکہ اس مضمون کو قرآن کریم کی اسی آیت نے اگلے حصے میں کھول دیا تھا۔ اور فرمایا۔ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا یہ وہ جگہ ہے جو عارضی قیامگاہ کے طور پر بھی اچھی ہے اور مستقل قیامگاہ کے طور پر بھی اچھی ہے۔ جنت تو عارضی قیامگاہ ہے ہی نہیں۔ اس لئے خٰلِدِيْنَ کا ایسا ترجمہ کرنا جو اسی آیت کے اگلے حصے کے مخالف ہو یہ درست نہیں ہے ہاں ایک پہلو سے اگر دیکھا جائے تو اس آیت کو دونوں دنیاؤں پر چسپاں کیا جائے تو مضمون خوب کھل جاتا ہے اور بہت ہی حسین مضمون ابھرتا ہے۔

خٰلِدِيْنَ کا پہلا معنی یہ ہوگا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کی گھروں کی جنتوں کی حفاظت کی جائے گی اور اُن کی ساری زندگی امن اور سکون سے کٹے گی اور کبھی یہ نہیں ہوگا کہ کچھ عرصے کے بعد بیویوں کے دل خاوندوں سے پھر جائیں اور خاوندوں کے بیویوں سے پھر جائیں گے اور ان کی جنت جو ہے جہنم میں تبدیل ہو جائے وہ ایسے نیک لوگ ہیں جن کے گھر ہمیشہ اُن کے لئے بالا خانے بنے رہیں گے یعنی عزت اور شرف کا مقام بنے رہیں گے اور اُن سے اس دنیا میں اس مقام کو کوئی نہیں چھین سکے گا۔ اس پر دوام پائیں گے۔ دوسرا خٰلِدِيْنَ کا معنی پہلی آیت کے دوسرے حصے سے تعلق رکھتا ہے۔ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ فرمایا: ان کی اولادوں کے لئے بھی یہ دعائیں سنی جائیں گی اور

نسلاً بعد نسلٍ

یہ جنت تو ان میں چلتی چلی جائیگی۔ پس خالد سے مراد ہمیشہ کی زندگی ہی نہیں بلکہ لمبے عرصے تک رہنا یا لمبی زندگی پانا بھی لفظ خالد کے تابع ہے۔ اس مضمون کے اندر داخل ہے تو اس دنیا کے تعلق میں اس کے دو معنی ہونگے۔ نمبر ۱: کہ وہ میاں بیوی جو اس قسم کے ہیں اور ان کی اولاد جوان دعاؤں کا پھل ہے۔ ان لوگوں کا گھر ہمیشہ جنت نشان بنا رہے گا۔ جنت کی آماجگاہ بنا رہے گا۔ اور اُن کی نیکیوں اور ان کی سکینت میں ایک دوام پایا جائے گا۔

دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ یہ گھر ختم نہیں ہو جائیں گے خٰلِدِيْنَ فِيْهَا کیونکہ جن ماں باپ نے اپنی اولاد کو بھی متقی بنا لیا ہو اور اُن کے لئے اس قسم کی دعائیں کرتے رہے ہوں کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی آنکھیں بند کرنے کے بعد انکی اولاد کو دھتکار دے پس لازم ہے کہ جنت کی یہ نشانیاں ان کے گھروں میں نسلاً بعد نسلٍ چلتی رہیں گی اور مقاماً کے لحاظ سے دوسرے معنی بھی اس میں پائے جاتے ہیں کہ اُن کو اس دنیا میں بھی یہ جنت نصیب ہوگی اور دوسری دنیا میں بھی جنت نصیب ہوگی اور عارضی ٹھکانہ بھی ان کا جنت ہوگا۔ اور مستقل ٹھکانہ بھی جنت ہوگا۔ یعنی مرنے کے بعد پھر اُن کو ہمیشگی کی وہ جنت بھی مل جائے گی جس کا تصور ہم عموماً دوسری دنیا کے تعلق میں باندھتے ہیں۔

پھر فرمایا:۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ فرمایا: تمہارے رب کو کچھ بھی پرواہ نہیں۔ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوں۔ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا۔ تم نے دعاؤں کی اہمیت کو جانا نہیں انکی بیقدری کی ہے۔

اس مضمون کو بھلا بیٹھے ہو

پس اس کے نتیجے میں جو برائیاں تمہارے حصے میں آئیں گی وہ تمہیں چمٹ جانے والی ہوں گی اور خٰلِدِيْنَ کے مقابل پر لِزَامًا رکھا گیا ہے۔ وہاں خوبیاں چمٹ جانے والی تھیں اور ہمیشگی اختیار کرنے والی خوبیاں تھیں۔ ان لوگوں کے لئے جن کا ذکر پچھلی آیت میں گذرا ہے اور ان لوگوں

کے لئے جن کا منفی ذکر پچھلی آیات میں گذرا ہے اور وہ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے [illegible] نہیں مانگتے۔ اُن کے متعلق فرمایا کہ اُن کی برائیاں اُن کو چمٹ کر ہمیشہ ساتھ رہنے والی ہوں گی اور وہ برائیاں اُن کی نسلوں میں بھی چمٹی رہیں گی۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں بھی چمٹی رہیں گی یعنی ایک بدگھر دوسرا بدگھر جنم دے گا۔ پھر وہ نسل اگلی بدنسل کو جنم دے گی اور اس طرح یہ گند گیاں اور یہ برائیاں ہمارے میں بڑھتی چلی جائیں گی اور آئندہ نسلوں میں پھیلتی چلی جائیں گی تو اس آخری کڑے میں پچھلی تمام آیات کا خلاصہ مثبت رنگ میں بھی پیش فرما دیا اور منفی رنگ میں بھی پیش فرما دیا اور یہ بھی بتایا کہ اپنی کوششوں پر انحصار کبھی نہ کرنا یہ ایک تکبر ہے جو خدا کو پسند نہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ تربیت اولاد کے سلسلے میں محض انسانی کوشش کام نہیں دے سکتی۔ اس کے بہت سے اسباب ہیں اور تربیت کا مضمون ایسا ہے جو اتنا وسیع ہے اور اتنا پھیلا ہوا ہے کہ ناممکن ہے کہ کوئی ماں باپ اپنی کوششوں پر انحصار کرتے ہوئے اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت کی ضمانت دے سکے۔ آج کل جو سائنس دان اس مضمون پر غور کر رہے ہیں وہ تو اتنا گہرا اتر چکے ہیں اس مضمون کے اندر کہ ان میں سے بعض یہ یقین کر بیٹھے ہیں کہ گویا تربیت کا تعلق خالصۃً اُن CODED MESSAGES میں ہے۔ اُن پیغامات میں ہے جو کمپیوٹر کی طرح انسانی نسل کے خلیوں میں درج شدہ ہیں اور جو GENES جس قسم کا کردار بنانے والی ہیں وہ ویسا ہی کردار بنائیں گی اور انسان جو چاہے کرے بد، بد ہی رہیں گے اور گویا نیک، نیک ہی رہیں گے یہ ایک طرف کا حد سے زیادہ جھکاؤ ہے اور

یہ غیر متوازن نظریہ ہے

اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ دوسری طرف بعض لوگ کہتے ہیں GENES کیا تھا اس کا تعلق نہیں ہے۔ ہمارا معاشرہ ہے جو ہمیں جو کچھ چاہے بنا دیتا ہے۔ اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ماں باپ کی ابتدائی تربیت کا بہت حد تک دخل ہوتا ہے امر واقعہ یہ ہے کہ سارے اثرات ہیں اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حادثات کا بھی دخل ہوا کرتا ہے۔ ایک بچہ اتفاقاً بچپن میں سر کے بل گرتا ہے اور ایسی چوٹ پہنچتی ہے کہ جس کے نتیجے میں اگر وہ پاگل نہ ہو تو مزاج بگڑ جاتا ہے اور بعض ایسے بچے باغیانہ مزاج رکھتے ہیں اور وہ لڑتے رہتے ہیں اور بعض ایسے بچے عادات کے لحاظ سے اس طرح بگڑ چکے ہوتے ہیں کہ ان کے [illegible] کا یا کسی اور کا اُن پہ بس نہیں ہوتا۔ پھر اور کئی قسم کی بیماریاں ہیں جو بچوں کو مفلوج کر دیتی ہیں۔ بعض ذہن پر اثر کرتی ہیں۔ بعض جسم پر اثر کرتی ہیں تو تربیت کا مضمون اتنا وسیع ہے کہ اگر کوئی عقلمند انسان اس مضمون کی وسعت پر نگاہ ڈالے تو ناممکن ہے کہ اس کے دماغ میں یہ تکبر کا کیڑا داخل ہو سکے کہ ہم اگر تو یہ کریں ہم اگر اچھے ہو جائیں۔ ہم نیک اعمال کریں۔ اپنے بچوں کی نگرانی کریں تو بچے ضرور اچھے ہوں گے۔

حضرت نوحؑ سے زیادہ نیک تو وہ نہیں ہو سکتے کیونکہ غیر نبی کو نبی پر کلی فضیلت نہیں ہو سکتی۔ حضرت نوحؑ سے زیادہ اعمال صالحہ بجا لانے والے وہ نہیں ہو سکتے کیونکہ نبیوں میں بھی حضرت نوحؑ کا ایک غیر معمولی مقام ہے ایک نبی کی خاطر اور اس کے چند ماننے والوں کی خاطر ساری قوم کو ہلاک کر دینا ایک منفی پہلو رکھتا ہے اور ایک مثبت پہلو رکھتا ہے۔ اس سے بڑی حضرت نوحؑ کی صالحیت کی گواہی نہیں دی جا سکتی کہ خدا تعالیٰ نے اس ایک پاک بندے کے لئے اور اس کے چند ماننے والوں کے لئے ایک ایسا عظیم اپنے غضب کا نشان دکھایا ہے کہ گویا ساری قوم کی اُن کے مقابل پہ کوئی بھی حیثیت نہیں۔ اور

جب حضرت نوحؑ کا بیٹا ڈوبنے لگا

یعنی ظاہری بیٹا تو وہاں اس مضمون کو بہت کھول کر بیان کر دیا کہ ہم کیوں تجھے بچا رہے ہیں اور کیوں ان کو ہلاک کر رہے ہیں۔ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ۔ فرمایا کہ یہ بیٹا جو ہے یہ صالح اعمال نہیں رکھتا تو تیرا کیا خیال ہے کہ ہم تیری خاطر تجھے بچا رہے ہیں اور دنیا کو ہلاک کر رہے ہیں۔ ہم تو تیرے اعمال صالحہ کی خاطر اُن کو بقا دینے کے لئے اُن کو ہمیشگی کی زندگی دینے کی خاطر تجھے اور تیرے ساتھیوں کو بچا رہے ہیں اور جو اعمالِ صالحہ سے خالی ہیں اُن کو ہلاک کر رہے ہیں تو یہ بیٹا تیرا بیٹا کیسے ہو گیا جو اعمال صالحہ کی حفاظت میں اور ان کو بقا دینے کے لئے تیرے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں رکھتا بلکہ کاٹا جا چکا ہے۔ پس حضرت نوحؑ کے متعلق یہ عظیم الشان گواہی خود بتاتی ہے کہ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمل صالح میں ایک بہت ہی بلند اور بالا اور ارفع مقام تھا۔ پس اس کے باوجود وہ بیٹا آپ کی زیر نظر آپ کی آنکھوں کے سامنے غیر صالح کے طور پر بڑا ہونا شروع ہوا۔ اس کے بعد دنیا کا کون صالح انسان یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ میری نیکی جو ہے وہ لازماً میری تمام اولاد کو بچا لے گی۔ اس لئے نیکی اپنی انتہا کو بھی پہنچی ہو اور خدا کے ہاں قبولیت کی سند پا چکی ہو، اس کے باوجود ایسے حادثات ہو سکتے ہیں۔ اس لئے

عجز کا مقام یہ ہے۔

کہ انسان دعائیں کرے اور خدا تعالیٰ کے حضور ہمیشہ یہ عرض کرتا رہے کہ اے خدا! تو ہی ہے جو چاہے تو ہم میاں بیوی کو ایک دوسرے سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہماری اولاد کو متقی بنا دے کیونکہ ایسی اولاد کا امام بننا، یہاں امام سے مراد باپ کا یا ماں کا معنی رکھتا ہے یعنی دونوں کی چونکہ مشترکہ دعا ہے اس لئے ماں بھی امامت میں شامل ہے اور باپ بھی امامت میں شامل ہے تو مراد یہ ہے کہ اے خدا ہمیں ان نسلوں کا ماں باپ بنا جو متقی ہوں اور ان کے بغیر ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب نہیں ہوگی۔

اس میں تربیت کرنے والوں کے لئے ایک اور معرفت کا نکتہ بیان فرما دیا جس کو بھلا کر لوگ پھر تربیت میں بے شمار غلطیاں کرتے ہیں۔ فرمایا اگر تمہیں تقویٰ کے سوا کسی اور چیز میں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہوئی تو یاد رکھنا کہ نہ تمہارے حق میں یہ دعا قبول ہوگی، نہ تم اولاد کی تربیت کے اہل ہو گے۔ اگر تم آنکھوں کی ٹھنڈک اُن کی دنیاوی ترقیوں میں ہی دیکھ رہے ہو، اگر تمہیں اس بات پر فخر ہے کہ بیٹی سنگھار پٹار اچھا کرتی ہے یا کپڑوں میں اس کا ذوق اچھا ہے۔ یا اُسکی سہیلیاں زیادہ ہیں یا دنیا کے لحاظ سے وہ بلند مقام رکھتی ہے یا ہر دلعزیز ہوتی چلی جا رہی ہے اور پڑھائی میں بہت اچھی ہے اور ان باتوں پر تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور تم اس کے اوپر واری واری جاتے ہو اور کہتے ہو: یہ دیکھو ہماری بیٹی گھر میں آگئی ہے۔ آج یہ کیا اس نے آج وہ کیا اور تمہیں دل کا سکون انہی باتوں میں نصیب ہو گیا تو تم پھر یہ دعا کیسے کرو گے کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا۔ کیونکہ مانگی گئی ہے آنکھوں کی ٹھنڈک اور

آنکھوں کی ٹھنڈک کا تقویٰ سے تعلق

باندھ دیا گیا اور فرمایا خالی منہ سے دعائیں کرنا کوئی حقیقت نہیں رکھتا، جب تک اس مضمون پر تم عمل کرنے والے نہ ہو۔ یہ مضمون تمہاری زندگیوں کا حصہ نہ بن چکا ہو۔ پس اگر واقعی اولاد کی نیکی دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اگر اولاد کی نیکی دیکھ کر ان کی راہوں میں آنکھیں بچھنے لگ جائیں اور انسان کا دل خوشیوں سے بلیوں اچھلنے لگے اور خوشی کے ساتھ سجدہ ریز بھی ہو جائے کیونکہ روحانی دنیا میں یہ کیفیت اکٹھی پائی جاتی ہے۔ خوشی سے دل اچھلتا بھی ہے اور خدا کے حضور سجدہ ریز بھی ہو جاتا ہے تو پھر تم یہ دعا مانگ سکتے ہو کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا۔ اے خدا! ہمیں آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کر اور تقویٰ والی اولاد عطا کر۔ اس کے بغیر تمہاری اپنی خواہشات اور اپنی تمنائیں تو دنیا کے رستوں پر چل رہی ہوں اور اپنی اولاد کی دنیا کی ترقیات سے تم راضی ہو چکے ہو اور اگر وہ عبادت نہیں کرتے تو تمہیں دکھ نہ ہوتا ہو، اگر وہ نیکیاں اختیار نہیں کرتے تو تمہیں تکلیف نہ ہو، اگر وہ جھوٹ بولنے والے ہوں تو تمہارے دل عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں اور اگر وہ لغویات میں ایسے محو ہوں کہ ذکر الٰہی کے مقابل پر لغویات کو اہمیت دینے والے ہوں تو پھر تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک غیر متقین میں ہے اور تمہاری یہ دعائیں بالکل کھوکھلی ہو جائیں گی۔

پس وہ لوگ جو بعض دفعہ یہ شکایت کرتے ہیں کہ جی! ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں، آپ ہمارے لئے دعا کریں۔ بعض دفعہ تو ایسے لوگوں کے بیٹے دہریوں

کی دعائیں کارآمد ثابت ہوتی ہیں مگر ایسے مضمون میں جو میں بیان کر رہا ہوں۔

غیر کی دُعا کام نہیں آسکتی

کیونکہ انسان کے اپنے اعمال اور اپنی نیتوں کے رخ اُن دعاؤں کے خلاف عمل کرنے والے ہوتے ہیں، اُن کو جھٹلانے والے ہوتے ہیں۔ دعائیں اور سمت میں اُن کو لیجانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور وہ دعاؤں کی مخالف سمت میں زور لگا کر آگے بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کا یہ دعا کرنا کہ یہ دعائیں اڑاتے ہوئے ہمیں ان سمتوں میں لیجائیں جو تیری طرف لیجانے والے رُخ ہیں۔ یہ کیسی بے معنی اور لغو بات ہوگی حقیقت میں یہ دعا سے مذاق کرنے والی بات ہوگی۔ پس خدا تعالیٰ نے ان آیات میں جو بے شمار خزانے حکمت کے مدفون فرمائے ہیں اُن کو آپ ٹٹولیں، تو آپ کو عرفان کے نئے نئے موتی ملتے چلے جائیں گے اور ان کا تربیت اولاد کے ساتھ اور تربیت قوم کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ پس اپنی اولاد میں نیکی دیکھ کر خوش ہوا کریں اور دنیا کی ترقیات کو سرسری نظر سے دیکھا کریں۔ ہو جائیں تو ٹھیک ہے۔ نہ ہوں تو وہ غم کی بات نہیں لیکن اگر نیکی نہ ہو تو غم میں گھل جانا اور ایسی تکلیف محسوس کرنا کہ اولاد دیکھ سکے کہ ہمارے ماں باپ ناخوش ہو گئے ہیں اور تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہ وہ جذبہ ہے جو حقیقت میں آپ کی دعاؤں کو طاقت دے گا۔ وہ عمل صالح جس کے متعلق فرمایا ہے کہ کلمہ طیبہ کو رفع عطا کرتا ہے جس سے کلمہ بلند ہوتا ہے۔ وہی مضمون ہے جو بیان کیا گیا ہے کہ ہر دُعا کے ساتھ اس سے تعلق رکھنے والا اس کا ایک جوڑا نیک عمل ہوا کرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ چند نیک اعمال ہوں تو سب دعائیں مقبول ہوں یا کسی دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ تمام نیک اعمال ہوں یہاں مضمون جوڑوں کا بیان ہو رہا ہے اور جیسا کہ میاں بیوی کے اچھے جوڑے جو ایک دوسرے کے مزاج سے موافقت رکھتے ہوں، دنیا میں پائے جائیں یا پائے جاتے ہیں تو ساتھ ہی وہاں سکینت بھی ملتی ہے۔ اسی طرح

دُعاؤں اور اعمال کے بعض جوڑے ہیں

جہاں یہ جوڑے پائے جائیں گے وہاں قبولیت دُعا کا مضمون ضرور موجود ہوگا۔ پس جس قسم کی آپ دُعا مانگتے ہیں اگر آپ کا عمل اس دُعا سے مطابقت رکھنے والا عمل صالح ہے تو یقین رکھیں آپ کی دعا ضرور رفع پائیگی کیونکہ قرآن کریم نے اس کے متعلق یہی گواہی دی ہے۔ اور ضرور مقبول ہوگی اس لئے محض رونا اور سجدوں میں پیشانیاں رگڑنا دعاؤں کے لئے کافی نہیں ہے۔ آپ کے اعمال اور رُخ پر چل رہے ہوں اور سجدے اور رُخ پر جا رہے ہوں تو یہ رونا خدا کو قبول نہیں ہے۔ بعض دفعہ جن کی خواہشات اُن کے نیک اعمال کے مطابق ہوں اُن کو لمبی دعاؤں کی بھی احتیاج نہیں ہوتی۔ ان کی ایک آہ ہی دعا بن جاتی ہے۔ اگر ایک ماں باپ ایسے ہیں جو ہر وقت اپنی اولاد میں نیکی تلاش کرتے ہیں اور نیکی نہ نظر آئے تو ان کے دل سے آہ نکلتی ہے وہی آہ ان کی دعا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اُس پر محبت اور پیار کی نظر ڈالتا ہے اور وہ جو دنیا پیدا کرنے والا رب ہے، وہ بعد میں اپنی اولاد کو جب بے راہرو ہوتے دیکھتے ہیں، ان کی لڑکیاں غیروں کے ساتھ بھاگ رہی ہیں، ان کے لڑکے ہاتھوں سے نکل رہے ہیں تو پھر وہ رونے پیٹنے اور دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں۔ یہ ساری بے حقیقت باتیں ہیں۔ جس طرح دنیا کے مضمون میں سائنس کا ایک حقیقت ہے اور

حقیقت کو تصورات تبدیل نہیں کر سکتے۔

وہی خدا ہے جس نے روحانی دنیا پیدا کی ہے وہاں بھی ایک سائنس کا مضمون ملتا ہے اور سائنسی حقائق کے طور پر پائی جاتی ہیں۔ محض جذباتی اور تصوراتی طور پر آپ اس میں کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ ہاں ایک اور مضمون وہاں بالا خالق کا ملنا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنا سب کچھ کر دو گے تو پھر خدا کے فضل کے نتیجے میں تم وہاں "تحیۃ" پاؤ گے۔ ایسے ارفع اور بلند مقامات تمہیں نصیب ہوں گے جہاں تمہاری کوششوں کا پھل تو ضرور ملے گا لیکن اس کے علاوہ خدا کی طرف سے تحائف بھی بہت ملیں گے۔ ایسے تحائف جو محض اس کے فضل کے نتیجہ میں عطا ہوتے ہیں۔ پس ہم نے چونکہ سب دنیا میں اپنی اولاد کی تربیت کرنی ہے اور آئندہ بہت لمبے عرصے تک اپنی نسلوں کو خالدین فیھا کے مطابق بنانا ہے۔ یعنی خدا کا یہ وعدہ کہ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اس کے متعلق ہم نے کوشش کرنی ہے کہ ہماری نسلوں کے حق میں بھی یہ وعدہ پورا ہو اور وہ ان اعلیٰ اور بلند اور ارفع مقامات پر ہمیشہ رہنے والے بن جائیں۔ اس لئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی اختیار کریں اور تربیت کے وہ رنگ ڈھنگ سیکھیں جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے کھول کھول کر مضمون بیان فرمائے ہیں اور کھول کھول کر تمام تربیت کے طریقے سکھا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن توفیق عطا فرمائے۔

اس مضمون کا جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے صرف ماں باپ اور اولاد سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہی مضمون اپنی وسعتوں میں نظام جماعت سے تعلق رکھنے والے ہر عہدیدار پر بھی صادق آتا ہے ہر امیر پر صادق آتا ہے۔ ہر مربی پر صادق آتا ہے۔ اور وہاں یہ مضمون اور کئی لحاظ سے وسعت اختیار کر جاتا ہے اگرچہ اتنے وسیع مضمون کو سمیٹنا تھوڑے وقت میں ممکن تو نہیں ہوتا لیکن میں کوشش کروں گا اس کے دوسرے پہلو کو آئندہ کسی خطبے میں پھر بیان کروں۔ خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور نے فرمایا:۔

آج چونکہ خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے اور نائب صاحب نے فرمایا ہے کہ نماز جمعہ کے بعد انہوں نے خدام کو لے کے اسلام آباد جانا ہے اس لئے نمازیں جمع ہوں گی یعنی عصر کی نماز جمعہ کے معاً بعد ساتھ جمع ہوگی۔ ٭

درخواست دعا

۱۔ خاکسار نے مورخہ یکم اگست ۱۹۹۰ء کو کالی کٹ میں ایک نئی دکان کھولی ہے اس دکان کا افتتاح مورخہ ۴ اگست کو مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے اجتماعی دُعا کے ساتھ کیا۔ اس موقعہ پر محترم لے۔ پی۔ بی صاحب۔ صدر جماعت احمدیہ کالی کٹ اور بعض دیگر احباب بھی موجود تھے۔ مبلغ ۵۰ روپے اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے قارئین کرام سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دکان کو ہمارے لئے باعثِ برکت کرے اور ہمیں دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے آمین۔

(خاکسار۔ ایم عبدالغنی کالی کٹ (کیرلہ))

۲۔ مکرم سید شہاب احمد صاحب کینیڈا آج کل بعض مالی پریشانیوں سے دو چار ہیں۔ احباب جماعت سے دینی دنیاوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

(منیجر اخبار بدر قادیان)

۳۔ مکرم برادرم سید شفیق احمد صاحب کو تیاپور میں جماعت احمدیہ کی مخالفت کرتے ہوئے غیر احمدیوں نے نوکری سے نکال دیا ہے آج کل یہ بیکار ہیں ان کی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے نیز بہتر روزگار ملنے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار۔ سید وسیم احمد عجب اختر تیاپوری قادیان)

دہلی مشن ہاؤس کا فون نمبر

PHONE NO :- 6469054

AHMADIYYA MUSLIM MISSION
53 INSTITUTIONAL AREA
TUGLAKABAD NEW DELHI. 110062
M-B. ROAD NEAR BATRA HOSPITAL

احمدیہ مسلم مشن دہلی میں ٹیلی فون کی سہولت ہو چکا ہے احباب کی اطلاع کے لئے دہلی مشن کا ٹیلی فون نمبر اور ایڈریس درج ہے۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کریں۔ (منیجر)

خلاصہ خطاب حضور انور بر موقعہ جلسہ سالانہ برطانیہ

(بقیہ صفحہ ۲)

جن کو NAZI (نازی) رجحانات کہا جاتا ہے اس لئے یہاں بھی مذہبی اخلاق کی ضرورت ہے دل جیتنے کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرا تجربہ جرمن قوم کے متعلق یہ ہے کہ اس قوم کو خدا تعالیٰ نے بعض غیر معمولی خوبیوں سے مرصّع فرمایا ہے۔ یہ متوازن درجے کے ذہین ہیں مگر غیر معمولی محنتی قوم ہے۔ ڈسپلن کی عادت ہے قوم کی خاطر قربانی کا جذبہ پایا جاتا ہے اور بظاہر سخت ہیں لیکن دل نرم ہیں جرمن قوم کو دنیا کے سامنے ایک سخت گیر قوم کی شکل میں پیش کیا جاتا رہا مگر امر واقعہ یہ ہے کہ NAZI دنیا میں جو کچھ ہوا وہ جرمن قوم کی سخت دلی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ ایک ایسے TOTALITARIAN نظام کے غالب آجانے کی وجہ سے تھا جس کی باگ ڈور بعض سخت دلوں کے ہاتھوں میں تھی۔ جرمن قوم بحیثیت مجموعی نہ اس وقت سخت دل تھی نہ آج سخت دل ہے۔ اور ان سے حسن سلوک کے نتیجے میں فوراً ان کا بیرونی خول ٹوٹ جاتا ہے اور اندر سے صاف دل نکلتے ہیں۔ یورپ میں سب سے زیادہ سادہ دل قوم ہیں اور ان میں اپنی بڑائی کے غلط تصورات موجود نہیں۔ خوددار ضرور ہیں۔ اگر ان کے ساتھ حسن سلوک کریں تو محبت کا جواب محبت سے دینے والے ہیں اس لئے اب جبکہ دونوں جرمنی ایک ہو رہے ہیں یورپ کے لئے پہلے سے بھی زیادہ ضروری ہے کہ اپنے گزشتہ سلوک نہ دہرائیں۔ اور جرمن قوم پر ناجائز پابندیاں لگانے کی کوشش نہ کریں بلکہ ان کو اپنائیں اور جو قدرتی راہنمائی کی صفات خدا تعالیٰ نے ان میں رکھی ہیں ان سے استفادہ کریں۔ دونوں جرمنی کے اتحاد سے فی الحال چند سالوں تک جرمنی اقتصادی طور پر گر سے گا کیونکہ ان کو اپنے بھائیوں کا بوجھ بھی اٹھانا ہوگا۔ اپنے بھائیوں کو اقتصادی طور پر بحال کرنے کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہوگی اور دولت بھی خرچ ہوگی۔ کیونکہ اشتراکی دور نے ۴۸ سالوں تک جرمن قوم کی صلاحیتوں کو بہت حد تک ضائع کیا۔ لیکن جب یہ درمیانی عرصہ پورا ہو جائے گا جرمن قوم ملک کی اقتصادیات کو محنت کی وجہ سے کہیں کی کہیں پہنچا دے گی۔ مشرقی جرمنی میں بھی TECHNICAL طور پر بہت سے ذہین لوگ موجود ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ مشرقی یورپ کے باقی ممالک کا نسبتاً یونائیٹڈ جرمنی کی طرف زیادہ رجحان ہوگا اس لئے سوائے اس کے کہ امریکہ کوئی غیر معمولی اقتصادی منصوبہ بنائے اور ان مشرقی یورپ کے ممالک کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کرے یہ جرمن قوم GRAVITATE کرے گی لیکن سر دست امریکہ کی اقتصادیات خود اس وقت بحران کا شکار ہو رہی ہے اور بہت سی منڈیاں یورپ کے چیلنج کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے نکل رہی ہیں۔ اس لئے جرمنی جو ابھرے گا تو لازماً کئی منڈیوں پر قبضہ کرے گا۔ اور جاپان کے مقابل میں پہلے سے زیادہ اقتصادی مقابلے کی اہلیت رکھ کر ابھرے گا۔

حضور نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا ادھر مغربی یورپ بھی اکٹھا ہو رہا ہے۔ اس طرح جرمنی کو دہرا فائدہ ہوگا ایک طرف مغربی یورپ کے اتحاد کی وجہ سے اسے استفادہ کا حق رہے گا اور دوسری طرف مشرقی یورپ کی قوموں جن کے ساتھ اس کے روابط پہلے سے ہیں کا ہاتھ بٹانے اور اس کا سرپرست بننے کا اعزاز بھی جرمنی کو حاصل ہوگا آپ نے فرمایا اقتصادیات کا تعلق مذہب سے بھی ہے، سیاست سے بھی اور اخلاقیات سے بھی اس کا تعلق ہے۔

مشرقی یورپ کو جو نئی اقتصادی بحالی ہونی ہے اس کا ٹیکس غریب قوموں سے وصول ہوگا۔ اس لئے مشرقی ممالک کے لئے یہ ایک خطرہ بھی موجود ہے۔ اسی طرح سیاسی عمل کی تبدیلی کی وجہ سے مشرقی دنیا کے لئے بہت سے خطرات پیدا ہونے والے ہیں روس نے بھی بڑی تیزی کے ساتھ ایک نسبتاً مختلف اقتصادی نظام کو اپنانا ہے جس میں بیرونی منڈیوں کی تلاش شامل ہوگی۔ دنیا کے نقشے بدلیں گے اور دوستیاں بھی بدلیں گی اس طرح لازماً لذت کے حصول کی جو دوڑ مغربی دنیا میں ہو رہی ہے وہ مشرقی دنیا میں بھی داخل ہوگی۔ یہ سب سے بڑا خطرہ ہے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موجودہ انقلاب میں چمک دمک کی زندگی بہت بڑا محرک بنا ہے۔ ٹیلیویژن کے عام ہو جانے کی وجہ سے نیز عالمی رسل و رسائل کے اندر انقلابی تبدیلیاں پیدا ہونے کی وجہ سے وہ مشرقی یورپ جو باہر کی دنیا سے عملاً کٹتا چلا جا رہا تھا ان رسل و رسائل کی وجہ سے وہ دنیا کے ان حالات پر جھانکنے کا اہل ہوگیا اور روز بروز ریڈیو ٹیلیویژن کے ذریعہ جب چمکیلی زندگی ان تک پہنچی تو ان کا احساس محرومی بڑھنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا اشتراکیت احساس محرومی کی پیداوار تھی۔ اور اشتراکیت کی عمارت منہدم کرنے میں بھی احساس محرومی نے بڑا کردار ادا کیا ہے بدقسمتی سے یہ احساس محرومی کہ ہمیں تو زندگی کی یہ لذتیں حاصل نہیں ایک ایسی نسل کو پیدا ہوا ہے جس کی اخلاقی بنیادیں ہل چکی تھیں اور بدنصیبی یہ کہ مغربی طاقتیں اس انقلاب کو تقویت دینے کی خاطر اور یہ یقینی بنانے کے لئے کہ اشتراکی دنیا کے نوجوان پھر کبھی اشتراکیت کی طرف نہ لوٹ سکیں ان کو یہ لذتیں مہیا کرنے میں ممدو رہی ہے۔ یہ خوفناک مغربی معاشرہ زہر کی طرح اس مشرقی یورپ میں سرایت کرے گا جس کا جسم اس زہر کو قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ اقتصادیات کمزور ہو تو عیاشی ایک بہت بڑا جرم بن جایا کرتی ہے۔ اس طرح کچھ عرصہ بعد جو اقتصادی خوشحالی ہوگی تو وہ اپنے ساتھ وہ برائیاں بھی لے آئے گی جو انسانیت کو کچل دیں گی۔ دوسرا خطرہ یہ ہے کہ مختلف مذاہب بڑی تیزی کے ساتھ ان ممالک میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے اور وہ مذاہب بھی اپنی ان شکلوں کے ساتھ داخل ہونے کی کوشش کریں گے جن کے خلاف رد عمل کے نتیجہ میں اشتراکیت معرض وجود میں آئی تھی۔

آپ نے فرمایا کہ ایک عیسائیت تھی جو انسانیت کی تعلیم دینے والی تھی جو عرش سے نور بن کر لوگوں کے دل پر نازل ہوئی تھی۔ تین سو سالوں کی مسلسل عذاب کی چکی میں پیسے جانے کے باوجود وہ اس مقدس عیسائیت کے وفادار رہے مگر وہ عیسائیت جس کے خلاف مارکس نے اور اشتراکی فلسفہ دانوں نے بغاوت کی ہے وہ عیسائیت کی بگڑی ہوئی شکل تھی۔ جہاں عیسائیت کا نام تو تھا مگر عیسائی اخلاقیات کا کوئی دخل نہ تھا اس قسم کی مصنوعی عیسائیت کے خلاف ایک ایسے فلسفہ نے بغاوت کی جو اقتصادی لحاظ سے بھی غیر مطمئن تھا اب واپس ان چیزوں کی طرف لوٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ اور عیسائیت اسی شکل میں ان میں داخل ہونے کی کوشش کرے گی جو چند سو سالوں کے عیسائی عقائد کی طرف ان کو واپس لوٹا دے۔ ان عقائد کی طرف جن سے وہ باغی ہو کر عیسائیت سے الگ ہوئے تھے۔

اسلام کی طرف سے بھی بدقسمتی سے وہ اسلامی ممالک وہاں اسلام داخل کرنے کی کوشش کریں گے جو رجعت پسند ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اسلام کی روح سے ناواقف ہیں اور ازمنۂ وسطیٰ کے اسلام کو ہی اصل اسلام سمجھ رہے ہیں جس میں تلوار کو، TERRORISM کو اپنی مرضی کے خلاف رائے رکھنے والوں پر ... کرنے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اسلام کو یہ حق ہے کہ اگر کوئی شخص مسلمان ہونا چاہے تو اس سوسائٹی کو جس سے وہ آیا ہے یہ حق حاصل نہیں کہ اس کے اسلام لانے میں روک بنے دوسری طرف اگر کوئی مسلمان کوئی دوسرا مذہب اختیار کرنا چاہے تو اسے اس بات کا حق نہیں۔ بلکہ اسلام یہ حق رکھتا ہے کہ اس کی گردن ارتداد سے ... یہ ناانصافی ایک ایسے مذہب کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ ظالمانہ طور پر، جو دنیا میں انصاف کا سب سے بڑا علمبردار تھا اور جس کی بنیادی تعلیم ہی یہ ہے۔

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى۔

پس اسلام کے ایسے علمبردار وہاں داخل ہوں گے جنہوں نے اسلام کا بگڑا ہوا تصور پیش کرنا ہے اور ان دونوں گروہوں کے پیچھے سیاسی طاقتیں کارفرما ہوں گی۔

حضور نے فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں ایک اور چیز بھی پیدا ہوتی ہے جو بہت بھیانک ہے وہ مذہب اور مذہب کے ماننے والوں میں امتیاز نہ کرنا ہے اور مذہب کو NATIONALITY بنا دینا ہے حالانکہ دنیا کا کوئی مذہب NATIONALITY پیدا نہیں کرتا وہ امت پیدا کرتا ہے جس کی بنیاد اخلاق ہوتی ہے اور امتوں سے کسی کو کوئی خطرہ نہیں ہوتا ایسے حالات روس میں ہیں جہاں عیسائیت کو EXPLOIT کر کے مرکزی روسی نظام کے خلاف بغاوت پر آمادہ کرنے کی کوششیں کی گئیں جیسا کہ پولینڈ میں ہوا۔ اور ایسے مسلمان ممالک روس کے نظام میں موجود ہیں اور جہاں خطرہ ہے کہ بہت سے اسلامی ممالک اپنے سیاسی نفوذ کی خاطر اسلام کو وہاں EXPLOIT کریں گے اور وہاں MILITANT اسلام داخل کریں گے اور قوموں کو بتائیں گے کہ تمہاری آزادی کا ایک ہی طریق ہے کہ اسلام کے نام پر اکٹھے ہو جاؤ اور روس سے آزادی حاصل کرو۔ اس کے لئے جا ہے حتما ... بدامنی پھیلاؤ۔ قتل و غارت کرو اور اس کا نام جہاد رکھیں گے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام کے خلاف سارے روس میں نفرت کی لہر پھیل جائے گی اور نہایت خوفناک تصادم ہوں گے اور مغربی دنیا یہ باور کرانے میں کامیاب ہو جائے گی کہ اسلام ایک

عُرفی مذہب ہے اور اس کی فطرت میں فساد داخل ہے۔ حالانکہ اسلام کا نام ہی "امن ہے"

آپ نے جماعت احمدیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ احمدیت کے لئے ان باتوں کی وجہ سے بہت سی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں دنیا کو ہر قسم کے خطرات سے بچانے کی ذمہ داری بھی ہم پر ہے اور ہماری مثال اس ٹیٹری کی طرح ہے جس کو کسی نے پوچھا کہ تم اوپر ٹانگیں کرکے کیوں سوتے ہو تو اس نے جواب دیا اس لئے کہ اگر آسمان گر پڑے تو ٹانگوں پر اس کو سنبھال سکوں اس سے پہلے ۲۰۰ سال کے عرصہ کے اندر اندر وہ عیسائیت جو ایک ٹیری سے بڑھ کر نہیں تھی اور جو یہ دعوی کر رہی تھی کہ ہم نے مصیبتوں کے آسمان کو اپنی ٹانگوں پر اٹھا لینا ہے اس عیسائیت کو یہ توفیق ملی کہ وہ رومن EMPIRE کے آسمان کو اپنے پاؤں تلے کچل دے۔ اس عیسائیت نے ایک نیا آسمان بنایا۔ حضور نے خطاب جاری کرتے ہوئے فرمایا۔

اے مسیح محمدی کی جماعت تمہارے لئے مایوسی کی کوئی گنجائش نہیں اگر تم مایوس ہوئے تو یہ اتنا بڑا گناہ ہوگا کہ اس سے پہلے کسی مذہبی جماعت نے اتنا بڑا گناہ نہیں کیا ہوگا۔ کیونکہ تم انسانیت کی آخری امید ہو انسانیت کی پناہ کے لئے آخری آماجگاہ ہو۔ گو تم تھوڑے ہو اور کمزور ہو اور ویسے ہی مظالم کا نشانہ بنائے گئے ہو مگر میں اس خدائے ذوالجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس نے کمزور عیسائیت کو دنیا پر غالب آنے کا حکم دیا اور غالب کرکے دکھا دیا اور میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ وہ چند کمزور انسان جن کے گھر چھینے گئے جن کو کلمہ شہادت کے جرم میں گلیوں میں گھسیٹا گیا اور جن کے سینے پر تپتے ہوئے پتھر رکھے گئے۔ جن کی عورتوں کو نیزے سے مار کر شہید کیا گیا اور مجبور کیا گیا کہ تم کلمہ توحید کا انکار کرو۔ مگر انہوں نے انکار نہ کیا۔ وہ مظلوم جو اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور جن کے متعلق قرآن نے گواہی دی

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ
بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا۔

یہ ایسے مظلوم لوگ تھے کہ جو چاہتا ان پر ظلم کرتا اور وہ اُف تک نہ کرتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ان کو اجازت دی کہ اٹھو اور بڑی بڑی طاقتوں سے بھڑ جاؤ۔ اس وجہ سے نہیں کہ وہ طاقتور بن چکے تھے نہیں اس طرح کہ جیسے ممولے کو شہباز سے لڑنے کی اجازت دے دی جائے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ پس جہاد کی اجازت ان حالات میں دی گئی تھی جو کمزوری کی انتہائی حالت تھی۔ اس کے بعد فرمایا۔

وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ

یعنی اجازت دینے والا ذمہ دار ہے۔ اجازت دینے والا کائنات کا خدا ہے جس سے دنیا کی کوئی طاقت ٹکرا نہیں سکتی پس اے مسیح محمدی کے غلامو۔ جو آج اتنے کمزور ہو کہ اپنے وطن سے بھی بے وطن کر دیئے گئے ہو اتنے بے بس ہو کہ اپنے وطن کے شہری حقوق سے بھی کلیتاً محروم کر دیئے گئے ہو۔ جن کی عزت سے کھیلنے کا ہر درندے کو حق ہے اور جن کو یہ حق نہیں کہ ہر حملہ آور کے مقابل پر اُف بھی کر سکیں کیونکہ اگر وہ اُف بھی کریں تو دشمن کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں ان کو مزید سزا دی جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا وہ زمانے گئے جب کسی قوم کے سردار کو گالیاں دینے کے نتیجے میں ایسے ظلم کئے جاتے تھے مگر اے کمزور کہ جن سے بڑھ کر آج دنیا میں کوئی کمزور نہیں تمہیں تو اس جرم کی بھی سزائیں دی جاتی ہیں کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیوں کرتے ہو۔ اُن پر درود کیوں بھیجتے ہو تمہارے ساتھ انسانیت کا ادنیٰ سلوک بھی روا نہیں رکھا جا رہا تمہیں خدا نے دنیا کے نقشے بدلنے کے لئے پیدا اور کھڑا کیا ہے تمہیں خدا اجازت دیتا ہے کہ اسلام کے حقیقی جہاد کے لئے اٹھو اور تمام دنیا کو اسلام کے لئے فتح کرو۔ یہ یاد رکھنا کہ گو تم کمزور ہو مگر وہ خدا کمزور نہیں جس نے تمہیں جہاد کی اجازت دی ہے خدا تعالیٰ تمہاری نصرت فرمائے گا۔ اور لازماً تمہیں ساری دنیا میں غالب کرکے دکھائے گا۔ مگر یہ یاد رکھو تمہارے ہتھیار محبت کے ہتھیار ہیں دلائل کے ہتھیار ہیں تم قوموں کو زندہ کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو مارنے کے لئے نہیں خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ آج جہاں ساری دنیا کے معاشرے انسانوں کو جانور بنانے پر تُلے ہوئے ہیں آپ نے ان جانوروں کو انسان بنانا ہے مرتی ہوئی دنیا کو نئی زندگی عطا کرنی ہے جس کے لئے اعلیٰ اخلاق اور لمبے عرصے کی قربانیوں کی ضرورت ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ جب تک تم دعا گو نہیں بنو گے اور تمہاری دعاؤں میں اثر پیدا نہیں ہوگا تم یہ روحانی انقلاب بپا نہیں کر سکتے آپ نے فرمایا مسیح اول کو بھی مُردوں کو زندہ کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اور حضرت اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی اعزاز بیان فرمایا۔

اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ۔ پس تم نے مردہ دلوں پر آب حیات چھڑکنا ہے۔ اس کے لئے آپ کو خدا نما وجود بننا پڑے گا۔ پس دعائیں کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا لَا يَدَانِ لِاَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ یعنی بنی نوع انسان میں سے کسی کو وہ ہاتھ نہیں بخشے گئے جو ان دو بڑی بڑی قوموں یعنی مشرقی اور مغربی دنیا کا مقابلہ بزور شمشیر کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت کے موعود پر خدا تعالیٰ وحی نازل فرمائے گا کہ دعا کے ہتھیاروں سے ان کا مقابلہ کرے۔

پس آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی بلکہ دعا کی صورت میں فتح کی کلید ہمارے ہاتھوں میں تھما دی تھی۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ جماعت اس روحانی انقلاب کے لئے کثرت سے دعائیں کرے گی اور خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق جوڑے گی کہ گویا وہی ایک ٹیٹری ہے جو دنیا کو بچا لے گی۔ آپ نے فرمایا کہ روس میں ہونے والے واقعات کے متعلق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کے آغاز اور انجام دونوں کی خبر دے دی تھی۔ اور جماعت احمدیہ کی تقدیر کو ان حالات کے ساتھ وابستہ کر دیا تھا اور اس کے نتیجے سے آگاہ کر دیا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنے والے خطرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بہت سے زلزلے آنے والے ہیں جن سے مراد ظاہری زمینی زلزلے بھی ہو سکتے ہیں اور بہت بڑی عالمی آفات بھی ہو سکتی ہیں جو تمام دنیا کو گھیر لیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام میں بھی ان کی پیش خبریاں ملتی ہیں۔ پس ہم اس دَور میں داخل ہو گئے ہیں جو انجام کا دَور ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو روس میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں۔ پس اگر روس کی کامل تباہی مراد ہوتی تو ریت کے ذروں کا ذکر نہ ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ نظام ٹوٹے گا روسی قوم سلامت رہے گی اور اسے یہ توفیق ملے گی کہ وہ احمدیت کے نور سے منور ہو اور نئی زندگی حاصل کرے پس روس کو نئی زندگی دینے والے ہم ہی ہوں گے۔ اس لئے دعائیں بھی کریں زبانیں بھی سیکھیں اور اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش بھی کریں۔ اور یقین رکھیں کہ جیسا پیشگوئیوں کا پہلا حصہ پورا ہوا ان کا بقیہ حصہ بھی پورا ہوگا۔

آخر میں حضور انور نے اسیران راہ مولیٰ کے لئے تحریک فرمائی آپ نے فرمایا کہ ان کی یادوں کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسیران راہ مولیٰ در حقیقت میں آزاد ہیں یہ تمہاری آزادی کے ضامن ہیں پس ان آزاد روحوں کو یاد رکھیں۔ اپنے شہید زندوں کو بھی یاد رکھیں خدا تعالیٰ ان اسیران راہ مولیٰ کی تمام تکلیفوں کو آسان کر دے ہمارے دکھوں کو ٹال دے اسی طرح تمام بنی نوع انسان کی بہبود کے لئے دعا کریں۔ لمبی دعا کے بعد حضور "السلام علیکم" کہہ کر احباب سے رخصت ہوئے

شکریہ احباب و درخواست دعا

گذشتہ دنوں خاکسار بعارضہ ذیابیطس (شوگر) اور گورو نانک ہسپتال امرتسر میں زیر علاج رہا۔ پاؤں کی ایک انگلی کا وہاں اپریشن بھی ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی برکت و دعا اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان کی شفقت اور جملہ احباب کی دعاؤں سے صحتیاب ہو گیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اس عرصہ میں متعدد احباب کرام، بھائی اور بہنوں نے جن میں مسلم و غیر مسلم اور احمدی و غیر احمدی احباب شامل ہیں بذریعہ خطوط اور بالمشافہ بھی عیادت و ہمدردی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں۔ اور مشورے دیئے۔

جملہ احباب کرام کا تہ دل سے مشکور و ممنون ہوں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ یہ سب پیار و ہمدردی کے کرشمے ہیں۔

آئندہ تادیر احسن رنگ میں مفوضہ خدمات انجام دینے کی توفیق پانے کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

پیار ہی کو پیار سے روزِ ازل سے ہے فروغ
اک دیا سے جیسے روشن دوسرا ہو جائے گا

(عبد الحق فضل ایڈیٹر بدر)

بجز خدا کے کوئی بھی وفا شعار نہیں

تڑپ تڑپ کے گزرتے ہیں روز و شب میرے
کہا یہ کس نے تجھے تیرا انتظار نہیں

مرے حبیب! تجھے کس طرح بتاؤں میں
کسی بھی لمحہ بھلایا تمہارا پیار نہیں

ہر ایک دل ہے پریشاں تری جدائی میں
وہ کونسی ہے نگاہ جو کہ اشکبار نہیں

خدا گواہ ہے یہاں زندگی اجیرن ہے
جہاں میں کوئی بھی اپنا تو غمگسار نہیں

ہر آنکھ رہتی ہے ہر آن منتظر تیری
نہیں ہے کوئی بھی دل جس میں تیرا پیار نہیں

چلے بھی آؤ مری جانِ جاں چلے آؤ
ترے بغیر گلوں پہ بھی تو نکھار نہیں

تری جدائی کا غم اور سہہ نہیں سکتے
مگر خدا کی مشیّت سے بھی فرار نہیں

ہیں خدائے توانا سے ساری امیدیں
ہمارا غیر کے در پر تو انحصار نہیں

اُسی کے در پہ جھکاتے ہیں سر صغیر و کبیر
بجز خدا کے کوئی بھی وفا شعار نہیں

خلیق کچھ تو سنبھالو دلِ حزیں بے شک
صنم سے دُور کسی کو بھی تو قرار نہیں

خلیق بن فائق گورداسپوری

اعلاناتِ نکاح اور تقاریبِ رخصتانہ

مکرم مولوی محمد عمر صاحب تیماپوری مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ کرناٹک نے مندرجہ ذیل تین نکاحوں کے اعلانات کئے۔ فلسفۂ نکاح اور میاں بیوی کے حقوق و فرائض پر بزبان انگریزی روشنی ڈالی۔ بعدہ اجتماعی دعا کروائی احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی و غیر مسلم احباب بھی شریک رہے ان سب رشتوں کے بابرکت ہونے اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

(۱)۔ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۹۰ء کو دیودرگ ضلع رائچور میں مکرم عبد الحمید صاحب استاد ابن مکرم عبد العزیز صاحب استاد ساکن تیماپور ضلع گلبرگہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ شہناز بیگم صاحبہ بنت مکرم عبد الرشید صاحب نائیڈ ساکن دیودرگ ضلع رائچور حق مہر مبلغ ۔/۵۰۰۱ پر پڑھا اور اسی روز تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔

(۲)۔ مورخہ ۶ مئی ۱۹۹۰ء کو ساگر ضلع شیموگہ میں مکرم بشیر الدین صاحب ابن مکرم یوسف عبد الغنی صاحب ساکن شیموگہ کرناٹک کا نکاح ہمراہ شکیلہ بیگم صاحبہ بنت مکرم بشیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ ساگر ضلع شیموگہ حق مہر مبلغ ۔/۷۵۰۰ روپے پر پڑھا اور اسی روز تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔

(۳)۔ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۹۰ء کو شیموگہ کرناٹک میں مکرم شیخ محمد نور اللہ صاحب ابن مکرم شیخ محی الدین صاحب ساکن شیموگہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ امۃ العلیم صائبہ بنت مکرم ڈاکٹر محمد امام صاحب مرحوم ساکن شیموگہ حق مہر مبلغ ۔/۵۵۰۱ روپے پر پڑھا۔ اور اسی روز تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔

مشترکہ طور پر اعانت بدر میں مبلغ ۔/۲۵۰ روپے اور شکرانہ فنڈ میں مبلغ ۔/۵۰ روپے ادا کر دیئے گئے ہیں۔ فجزاھم اللہ۔

مینیجر ہفت روزہ بدر قادیان

آل مہاراشٹر اسالانہ کانفرنس عثمان آباد

تمام احباب کو اعلان ہذا سے مطلع کیا جاتا ہے کہ مرکز قادیان کی اجازت سے امسال آل مہاراشٹر اسالانہ کانفرنس مورخہ ۲۷-۲۸ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو عثمان آباد میں ہونا قرار پائی ہے۔

تمام احباب سے اس کانفرنس میں شرکت کی درخواست ہے نیز درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کانفرنس کو نہایت درجہ کامیاب کرے آمین۔

عثمان آباد کانفرنس کے صدر استقبالیہ کے فرائض محترم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سرانجام دیں گے۔ احباب اُن سے درجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

DR. BASHARAT AHMAD Sb
KHIRNI MALLAH
TAHIR BLACK
OSMANABAD -413501
(MAHARASHTRA)

غلام محمود رائچوری
صدر جماعت احمدیہ بمبئی

حیدر آباد میں جلسہ یوم خلافت

مورخہ ۱۷ جون ۱۹۹۰ء بروز اتوار ۱۱ بجے مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد کے زیر اہتمام احمدیہ جوبلی ہال میں زیر صدارت محترم محمد حمید اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی جلسہ یوم خلافت کا عظیم الشان انعقاد عمل میں آیا۔ محترم محمد شمس الدین صاحب کی تلاوت کلام پاک سے جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ محترم منصور احمد صاحب نے خوش الحانی سے نظم سنائی۔ پہلی تقریر مکرم محمد احمد صاحب آفتاب کی ہوئی۔ دوسری تقریر مکرم سید ابرار احمد صاحب سابق قائد مجلس خدام الاحمدیہ نے بعنوان "خلافت اجتماعیت اسلامی کی ضمانت" ہوئی موصوف نے متعدد قرآنی آیات و واقعات پیش کر کے اسلام میں اجتماعیت کا تصور پیش فرمایا تیسری تقریر محترم میر احمد صادق صاحب نے کی فاضل مقرر نے اپنی پر از معلومات تقریر میں خلافت راشدہ اولیٰ و خلافت ثانیہ کے واقعات اور برکات خلافت پر روشنی ڈالی۔ چوتھی تقریر محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ کی ہوئی۔ آپ نے آیت استخلاف کے استدلال اور دیگر واقعات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ درحقیقت قوموں کا ارتقاء ایک امام کی اطاعت میں مضمر ہے جو خلیفہ ہوتا ہے اور وہ علی منہاج نبوت پر قائم ہوتا ہے۔ صدر اجلاس نے اپنے صدارتی خطاب میں خلافت سے وابستگی کی اہمیت و ضرورت پر سیر حاصل خطاب فرمایا۔ افراد جماعت خدام و اطفال کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ تمام اطفال کی بسکٹوں سے تواضع کی گئی۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ حیدر آباد)

گنگاوتی ضلع رائچور میں مجلس مذاکرہ

مکرم مولوی رفیق احمد صاحب طارق مبلغ سلسلہ تحریر کرتے ہیں کہ مورخہ ۲۵/۶ کو محترم قادر ولی صاحب احمدی ٹیلر گنگاوتی کی دکان پر شام چار تا چھ بجے ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں احمدی غیر احمدی اور غیر مسلم افراد نے شرکت کی اور ایک ندوی مقامی مولوی سے وفات و حیات مسیح پر بحث ہوئی خاکسار نے قرآن مجید سے متعدد آیات وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کیں جبکہ مولوی صاحب موصوف ایک آیت بھی حیات مسیح کے ثبوت میں پیش نہ کر سکے۔ اور سخت گھبراہٹ کے عالم میں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے جس سے سامعین پر صداقت احمدیت آشکار ہوئی۔ اور سامعین کافی متاثر ہوئے دعا کریں اللہ تعالیٰ لوگوں کے دل صداقت احمدیت کے لیے کھول دے اور سارے علاقہ کو قبول حق کی توفیق دے۔ آمین۔

گلدستہ درویشان کے

وہ پھول جو مرجھا گئے

از مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل درویش قادیان

مکرم حاجی افتخار احمد صاحب اشرف مرحوم

راستہ ہے کہ کٹتا جاتا ہے
فاصلہ ہے کہ کم نہیں ہوتا

ہمارے نہایت ہی ہر دل عزیز درویش مکرم افتخار احمد صاحب اشرف ہم سے جدا ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مکرم گیانی بشیر احمد صاحب مرحوم کی وفات پر ۱۹۷۹ء میں خاکسار نے ان کے حالات تحریر کرتے ہوئے ذکر کیا تھا کہ دو نوجوان شاہدرہ لاہور میں نماز جمعہ پڑھنے اور دیگر جماعتی تقاریب میں شرکت کرنے آیا کرتے تھے ان میں سے ایک گیانی بشیر احمد صاحب مرحوم تھے۔ میرا یہ مضمون چھپنے پر بعض دوستوں نے دوسرے نوجوان کے بارہ میں دریافت کرنے کی غرض سے خطوط لکھے تھے ان بھائیوں کو میں نے بذریعہ خط جواب لکھ دیا تھا۔ ہو سکتا ہے میرے دیگر قاری حضرات کو بھی یہ تشنگی محسوس ہوئی ہو۔

بات یوں ہے کہ ۳۹-۱۹۳۸ء میں دو نوجوان ٹیکنیکل ٹریننگ سکول شاہدرہ لاہور میں داخل تھے۔ یہ سکول شاہدرہ ٹاؤن سے دو میل کے فاصلہ پر گوجرانوالہ روڈ پر واقع تھا۔ اور اس سے آگے گوجرانوالہ کی طرف جاتے ہوئے ایک وسیع میدان افتادہ زمین کا پڑا ہوا تھا۔ جس میں آج کل شاہدرہ کی خوبصورت کالونی۔ رچنا ٹاؤن آباد ہے۔ چونکہ یہ سکول شاہدرہ ٹاؤن سے خاصے فاصلہ پر تھا۔ اس لئے یہ دونوں نوجوان جن کے نام اُس وقت مجھے معلوم نہیں تھے۔ صرف نماز جمعہ کے لئے شاہدرہ آیا کرتے تھے۔ اتوار کو چھٹی ہوا کرتی تھی اس لئے اتوار کو بھی احمدی احباب سے ملاقات کے لئے آیا کرتے تھے۔ اپنی طبی ضروریات کے لئے حضرت حکیم احمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے مطب میں بھی آیا کرتے تھے۔ اس طرح ان سے تعارف کی ابتداء ہوئی مکرم گیانی بشیر احمد صاحب کپڑوں پر رنگ اور چھپائی کا کام سیکھ رہے تھے اور مکرم افتخار احمد صاحب اشرف سپرنگ دار فرنیچر صوفہ سیٹ کی تیاری اور کرسیاں بننے کا کام سیکھ رہے تھے۔

طبیہ دارالعلوم شاہدرہ میں زیر تعلیم ہم لڑکوں کی سال کے آخر میں بعض جڑی بوٹیوں کی مطب کے لئے فراہمی کی ڈیوٹی ہوا کرتی تھی۔ میری ڈیوٹی اس مرتبہ شیر مدار فراہم کرنے کی تھی۔ اور میں فکر مند تھا کہ یہ کس طرح ممکن ہوگا۔ اتوار کو جب یہ نوجوان آئے تو ہم طلباء باہم اس تعلق میں پروگرام سوچ رہے تھے۔ ایک سندھی طالب علم کی ڈیوٹی ریگ ماہی فراہم کرنے کی تھی۔ اتوار کو اسی روز یہ دونوں نوجوان مطب میں آئے۔ تو ان میں سے مکرم افتخار احمد صاحب اشرف نے کہا کہ ہمارے سکول کے ساتھ لگتا ہوا ایک وسیع میدان ہے جس میں مدار کے ہزاروں پودے موجود ہیں۔ اس لئے شیر مدار جمع کرنا مشکل نہیں ہے انہوں نے بتایا کہ میں نے وہاں ایک سوراخ میں ریگ ماہی کو داخل ہوتے بھی کئی بار دیکھا ہے۔ اُمید ہے وہاں مل جائے گی۔ چنانچہ ہم پانچ طلباء ان کے ہمراہ چل پڑے اور وہاں جاکر نشان کردہ سوراخ کی کھدائی کی اور تیسرے پہر تک اس میں کامیابی حاصل ہو گئی ایک جوڑا ریگ ماہی کا اس میں سے مل گیا تھا۔ ہم بڑی خوشی سے واپس آئے۔ اور پھر میں کئی روز تک شیر مدار کی فراہمی کی غرض سے وہاں جاتا رہا۔

۱۹۳۹ء کے آخر میں جنگ عظیم ثانی کا زور ہو گیا تھا۔ اور یہ نوجوان وہاں سے اپنی ٹریننگ ختم کر کے واپس آگئے تھے۔ مکرم افتخار احمد صاحب اشرف فیروز پور کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد صاحب کا نام مکرم ماسٹر محمد علی صاحب اظہر تھا۔ اور مکرم افتخار احمد صاحب اشرف بتایا کرتے تھے کہ ان کے والد صاحب نے ان کا نام اس طور پر تجویز کیا ہے۔ کہ اس کے اعداد میں مادہ تاریخ پیدائش نکلتا ہے۔ سو میں نے اس کا حساب لگایا ہے۔ تو پیدائش کا سال ۱۹۱۷ء بنتا ہے۔

آپ یہ بھی بتایا کرتے تھے کہ آپ کے تایا محترم محمد اسمٰعیل صاحب معتبر مرحوم کی اولاد نہ تھی اس لئے میرے والدین سے مجھے لے کر انہوں نے پرورش کیا۔ آپ ۱۹۲۰ء میں کسی وقت قادیان آگئے۔ اور یہاں قادیان میونسپل کمیٹی میں بطور محرر چونگی ملازم ہوئے آپ کا رہائشی مکان محلہ دار الشکر میں واقع ہے۔

تقسیم ملک کے وقت آپ اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ پاکستان چلے گئے تھے۔ پھر ۱۹۴۸ء میں جب بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر چند درویشوں کو واپس بھجوانا پڑا۔ تو آپ تبادلہ میں ۵ مارچ ۱۹۴۸ء کو قادیان آکر درویشوں میں شامل ہوئے۔

قادیان میں ۱۹۴۸ء کے آخر تک صورت حال اس طرح تھی کہ جن افراد نے ضروریات زندگی کی خرید و فروخت کے لئے بازار جانا ہوتا یا بٹالہ امرتسر وغیرہ مقامات پر جانا ہوتا تو یہ تین چار افراد کا وفد بناکر جایا کرتے جانے سے قبل اپنے نام دفتر افسر بازار میں نوٹ کروا کر جاتے۔ تا اگر یہ لوگ بروقت واپس نہ آئیں تو جماعت اس بارہ میں ضروری انتظام کر سکے۔ مکرم افتخار احمد صاحب اشرف کو مرزا غالب بیگ صاحب کی واپسی پر افسر بازار مقرر کیا گیا۔ اور آپ کئی سال تک افسر بازار رہے۔

سن ۱۹۵۰ء میں دفاتر صدر انجمن احمدیہ کی تنظیم نو میں آپ کو اول دفتر امور عامہ میں۔ پھر دفتر بیت المال میں اور بالآخر دفتر محاسب میں بطور محرر خدمت بجا لانے کا موقعہ ملا۔ محاسب میں آپ نے زیادہ عرصہ خدمت کی اور ایک لمبے عرصہ تک بطور خزانچی بہتر رنگ میں خدمات بجا لاتے رہے۔ اور اسی پوسٹ سے ریٹائر ہوئے۔

شکار کا آپ کو بہت شوق تھا۔ خاص کر مچھلی کے شکار کا۔ آپ نوجوانوں کو ترغیب دے کر اپنے ہمراہ مچھلی کے شکار کے لئے لے جاتے اور رات رات بھر دریاؤں اور جوہڑوں کے کنارے شکار میں مصروف رہتے۔ پرندوں کے بارہ میں وسیع معلومات رکھتے تھے۔ سینکڑوں جانوروں کی تصاویر آپ نے اپنے پاس محفوظ کر رکھی تھیں۔ ان کی عادات ان کی خوراک وغیرہ کے بارہ میں وسیع معلومات آپ نے جمع رکھی تھیں جو دوست احباب کی مجالس میں بیان کیا کرتے تھے۔ وسعت معلومات اور نوادرات کے جمع کرنے کے شوق اور حاصل شدہ معلومات کو دوسروں تک بہ شوق پہنچانے کے باعث ہی دوست احباب آپ کو اُستاد جی کہہ کر پکارتے تھے۔

۱۹۵۰ء میں آپ نے احمدیہ چوک میں ایک دوکان لے کر صوفہ سیٹ مرمت کرنے اور بید کی کرسیاں بننے کا کام شروع کیا تھا۔ جس سے خصوصاً احمدی غیر احمدی افراد کی آمد و رفت بڑھی۔ اور پھر کئی ایک احمدی بھائیوں نے کرسیاں بننے کا فن آپ سے سیکھا۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۰/۲۵ افراد ایسے موجود ہیں جو آپ سے سیکھے ہوئے فن سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

سیر و سیاحت کا آپ کو شوق تھا۔ آپ نے لدھیانہ۔ ہوشیار پور۔ بھاکڑہ ڈیم۔ ننگل ڈیم روپڑ نہر۔ اور مادھوپور ہیڈ ورکس کے سفر چند نوجوانوں کو ساتھ لے کر بذریعہ سائیکل کئے۔ اور ان سفروں سے بہت سے تجارب حاصل کئے۔

سروس سے ۱۹۷۶ء میں ریٹائر ہو گئے تھے۔ مگر ان کی حسن کارکردگی کے باعث ان کو ری ایمپلائی کر لیا گیا تھا۔ آپ ری ایمپلائی ہو کر مزید ۱۰ سال تک بطور خزانچی محاسب میں خدمت بجا لاتے رہے۔ اور پھر آپ نے خود ہی مزید عرصہ کام کرنے سے معذرت کر دی۔ اور گذشتہ چار سال سے فارغ ریٹائر زندگی گزار رہے تھے۔

۱۹۵۳ء میں آپ کو درد گردہ کا شدید حملہ ہوا۔ گو اس سے قبل بھی درد گردہ محسوس کیا کرتے تھے مگر اس دفعہ شدید حملہ ہوا۔ امرتسر سے ایکسرے اور دیگر ٹیسٹ کروائے گئے تو معلوم ہوا کہ ایک گردہ بیکار ہو چکا ہے۔

ڈاکٹری ہدایت کے مطابق ایک گردہ نکال دیا گیا۔ اور تب سے آپ ایک گردہ کے سہارے ہی زندگی بتاتے چلے آرہے تھے۔

۱۹۵۱ء میں آپ نے اپنی نانی صاحبہ محترمہ اولیاء بیگم صاحبہ مرحومہ کو اپنے پاس قادیان بلوالیا تھا۔ جن کی خدمت آپ نہایت توجہ اور فکرمندی سے ان کی زندگی تک کرتے رہے۔ آپ نے دو شادیاں کیں۔ ایک شادی جو ۱۹۴۷ء سے قبل کی تھی۔ اس سے نباہ نہیں ہو پایا۔ اور آپ ۱۹۴۸ء میں قادیان آتے ہوئے اس کو طلاق دے کر آگئے تھے۔ دوسری شادی آپ کی زمانہ درویشی کے ابتدائی سالوں میں (جب حضور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی طرف سے درویشوں کو شادیاں کر لینے کی اجازت مل گئی تھی) کشمیر میں کی یہ شادی بھی کامیاب نہیں ہو پائی۔ اور چند ماہ بعد علیحدگی ہو گئی۔ اور آپ نے بقیہ زندگی نہایت صبر سے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہوئے تجرد کی حالت میں گذاری۔

چند سالوں سے آپ اظہار کرتے رہتے تھے کہ میری زندگی اب آخری مرحلوں پر ہے۔ اور کسی بھی وقت مجھے بلاوا آسکتا ہے۔ میں نے اپنی طرف سے پوری تیاری کر لی ہے۔ اور تمام چندہ جات کا حساب صاف ہے۔ مجھے کئی دفعہ بلا کر کہا کہ ان دنوں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب قادیان سے باہر ہیں۔ اگر ان ایام میں میری وفات ہو جائے تو میرا چندہ جات کا حساب تو صاف ہے۔ میرا ترکہ محفوظ رکھا جائے اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی پر ان کے سپرد کر دیا جائے۔ ترکہ کے بارہ میں میں نے حضرت میاں صاحب کو عرض کر دیا ہوا ہے۔

آپ کا قیام ایک لمبے عرصہ تک حضرت نواب حجۃ اللہ محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کے شہر والے مکان کے نچلے حصہ میں ایک کمرہ میں رہا۔ ایک سال سے انہیں مسجد اقصیٰ کے ساتھ منارۃ المسیح کے شرق میں نئے تعمیر کردہ ہوا دار کمرے میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔ اور ماہ فروری ۱۹۹۰ء میں ان کی خواہش کے مطابق انہیں مہمان خانہ کے ایک کمرہ میں منتقل کر دیا گیا تھا۔

کمزوری اور نقاہت تو وہ گذشتہ ایک سال سے بڑی شدت سے محسوس کر رہے تھے۔ سانس زیادہ پھولنے لگا تھا۔ امرتسر سے ضروری ٹیسٹ کروانے اور ای۔سی۔جی (E.C.G) کرانے سے معلوم ہوا کہ ہارٹ کی تکلیف ہے۔ دونوں سے چند ہفتہ قبل پھر اٹیک ہوا۔ بٹالہ سے علاج ہو کر طبیعت ایک حد تک سنبھل گئی۔ مگر کمزوری بے حد ہو گئی۔ مشکل پیشاب اور دیگر حوائج کے لئے جا سکتے تھے۔ مورخہ ۹/۹۰/۴ کو صبح افسر صاحب لنگرخانہ مکرم وحید الدین صاحب شمس نے اطلاع دی کہ مکرم افتخار احمد صاحب اشرف کی طبیعت آج زیادہ ناڈھال ہے۔ ان کے پاس ڈیوٹی کے لئے کوئی خادم ہر وقت موجود رہنا ضروری ہے۔ اس اطلاع پر ابھی کارروائی ہو رہی تھی کہ قریب گیارہ بجے محترم افتخار احمد صاحب اشرف ایک بے ہمت میں اپنے پیارے خدا کی رضا کی جنتوں میں پہنچ گئے۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

بعد نماز عصر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے (مدرسہ احمدیہ کے صحن میں) نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ تدفین کے موقع پر ایک دم موسلا دھار بارش ہو کر تمام حاضرین بھیگ گئے۔ اور دعا کے بعد پھر بارش تھم گئی۔ یہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمت کے سایہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے قرب خاص میں جگہ دے۔ آمین ؏

اصلاح وارشاد کے بابرکت آسمانی منصوبہ "وقف جدید" کے تحت

ہر فرد جماعت کیلئے خدمت دین کا زریں موقعہ

مقدس خلفائے جماعت احمدیہ نے مجلس اصلاح وارشاد کے بابرکت آسمانی منصوبے وقف جدید کی اہمیت سے وقتاً فوقتاً آگاہ فرمایا ہے۔ اس بارہ میں چند اقتباسات الغرض یاددہانی تحریر ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"اگر ہماری جماعت ترقی کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاروں طرف رشد واصلاح کا جال پھیلانا پڑے گا ...... اب تمہا جال ڈالنے کی ضرورت ہے تاکہ اس کے ذریعہ گاؤں گاؤں ...... بلکہ ہر گاؤں کے ہر گھر تک ہماری آواز پہنچ جائے۔" (الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۵۸ء)

نیز فرمایا:۔

"نوجوان اپنی زندگیاں وقف جدید کیلئے وقف کریں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے مشابہت حاصل کریں اور حضرت معین الدین چشتی، حضرت شہاب الدین سہروردی اور حضرت اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اولیاء وصوفیاء کے نقش قدم پر چلیں اور روحانی طور پر ویرانوں کو آباد کریں مسلمانوں کو تعلیم دیں قرآن کریم اور حدیث پڑھائیں اور اپنے شاگرد تیار کر کے دور دور مقامات پر پھیلائیں اور نور اسلام کو پھیلائیں۔" (الفضل ۶ر فروری ۱۹۵۸ء)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس سکیم کی اہمیت ہر فرد جماعت پر کس قدر پرشوکت الفاظ میں آشکار فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"یہ کام خدا تعالیٰ کا ہے اور ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ میرے دل میں چونکہ خدا تعالیٰ نے یہ تحریک (وقف جدید) ڈالی ہے۔ اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں یا کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کرونگا ..... خدا تعالیٰ ان لوگوں کو الگ کر دیگا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے۔ اور میری مدد کیلئے فرشتے آسمان سے اتاریگا۔" (الفضل ۲ر جنوری ۱۹۵۸ء)

وقف جدید کے اغراض ومقاصد

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"اگر جماعت احمدیہ ساری اپنا فرض ادا کرے اور دوسروں میں جوش پیدا کرے تو تھوڑے عرصہ میں ہی دنیا میں صرف محمدؐ ہی محمدؐ ہوں۔" (الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۵۸ء)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ علیہ:۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"(۱) خدا تعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے ایک وقف جدید کا دروازہ ہے اور وقف جدید کی تنظیم جماعت کی تربیت کے لئے بڑی اہم تنظیم ہے۔"

"(۲) جماعتیں پکار رہی ہیں کہ اگر چاہتے ہو کہ ہم میں احمدیت قائم رہے تو ہمیں واقفین دو چند ماہ کی ٹریننگ کے بعد معلمین کو جماعتوں میں بھجوایا جا سکتا ہے۔" (الفضل ۱۳/۶ء)

"(۳) ریٹائرڈ اور بڑی عمر کے احمدی جن کی صحتیں اچھی ہوں اپنے آپ کو پیش کر سکتے ہیں۔" (الفضل ۴/۱۸۷۶ء)

"(۴) وقف عارضی میں طلباء سے بھی کام لیا جا سکتا ہے۔" (الفضل ۲۵/۱۹۷۹ء)

"معلمین کیسے ہوں"

"(۵) ایسے معلمین چاہئیں جو عبادت گزار دعا کرنے والے تکالیف برداشت کرنیوالے ہوں۔ جو خدا تعالیٰ سے محبت کرنے والے اور اس کے عشق میں سرشار ہوں (اور) ایسے معلمین نہیں چاہئیں جو سمجھیں کہ دنیا میں کوئی جگہ ان کے لئے نہیں چلو وقف جدید میں جا کر معلم بن جائیں۔"

(الفضل ۱۰/۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

"یہ بہت عظیم الشان خدمت ہے جو وقف جدید نے سر انجام دی ہے اور دے رہی ہے اس کے لئے ..... واقفین کی بہت ضرورت ہے اور عارضی واقفین کی بھی۔"

(خطبہ جمعہ ۲۱/۱/۸۲ و ۲۲/۳/۸۴)

خلفاء عظام کے مندرجہ بالا بصیرت افروز ارشادات کی روشنی میں جملہ مبلغین، معلمین اور عہدیداران کرام سے درخواست ہے کہ وہ واقفین و عارضی واقفین کی پوری رہنمائی فرما کر انہیں تحریک و ترغیب کے ذریعہ پوری طرح تیار کریں تا وہ اپنے حالات کے مطابق ان تحریکات میں حصہ لیں۔ وقف عارضی کی تحریک جماعتوں کے صاحب استطاعت مخلصین کیلئے ہے جو اپنے اخراجات پر کم از کم ایک ہفتہ سے چھ ہفتہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ انہیں اپنے کرایہ اور خورد ونوش وغیرہ کا بوجھ خود برداشت کرنا ہوگا۔ اس کار خیر میں حصہ لینا ان کے اور جماعت کے لئے سراسر خیر وبرکت کا موجب ہوگا۔ انشاء اللہ۔ یہ وقف زندگی کی لذت سے فیضیاب ہونیکا تمام افراد کیلئے نادر موقعہ ہے۔ عہدیداران کرام ایسے واقفین عارضی کے اسماء

کوائف مع پتہ جات، ان کی قابلیت و حالات اپنی سفارش کے ساتھ دفتر ہذا میں بھجوائیں تاکہ ان سے حسب حالات وضرورت کام لیا جا سکے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولا کریم جملہ معاونین و واقفین پر اپنا عظیم فضل فرمائے۔ آمین

ناظم وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

دعوت الی اللہ میں احباب جماعت کی مساعی

تیٹا چیری میں تبلیغی جلسہ

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

مدراس سے قریباً ۲۵۰ میل دور ناگر پٹنم بندرگاہ کے قریب ایک چھوٹا سا قصبہ تیٹا چیری ہے جس میں صرف ایک احمدی مکرم یوسف قادر صاحب رہتے ہیں جنہیں ۱۹۶۶ء میں کوالالمپور (ملائیشیاء) میں قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ موصوف نے مورخہ یکم جولائی کو اس گاؤں میں وسیع پیمانے پر ایک تبلیغی جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا اور باقاعدہ دعوت نامے شائع کر کے اپنے قصبہ اور مضافات میں خاص کر علماء کو اس جلسہ میں شرکت کرنے اور تبادلہ خیالات کرنے کی غرض سے تقسیم کئے۔

انکی طرف سے اطلاع ملنے پر خاکسار۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب مکرم خلیل احمد صاحب مکرم منیر احمد صاحب مکرم شفاعت احمد صاحب پر مشتمل ایک وفد تیٹا چیری پہنچا اور مختلف افراد سے تبادلہ خیالات کرنے اور لٹریچر دینے کا موقعہ ملا۔ مورخہ ۱/۷ رات ساڑھے نو بجے وہاں کے ایک معزز مسلمان لیڈر مکرم حکیم شمس الدین صاحب کی زیر صدارت جلسہ عام منعقد ہوا جلسہ گاہ میں معقول تعداد میں تعلیم یافتہ مسلمان نوجوان تشریف لائے ہوئے تھے نیز لاؤڈ اسپیکر کی مدد سے بہت سارے لوگ دور دور بیٹھ کر استفادہ کرتے رہے۔

مکرم منیر احمد صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور اردو نظم خوانی کے بعد صاحب صدر نے کہا کہ میں احمدی تو نہیں ہوں تاہم میری خواہش ہے کہ احمدیوں کے عقائد کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور اس بارہ میں اپنے شکوک و شبہات کا ازالہ کروں اس کے بعد خاکسار نے عقائد احمدیت پر روشنی ڈالی اور وفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول مسیح اجرائے نبوت وغیرہ مسائل پر جماعت احمدیہ کے عقاید کی وضاحت کی۔ اور مکرم مولوی محمد علی صاحب نے بھی ختم نبوت کی حقیقت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر خطاب کیا یہ جلسہ ۱/۲ ۱۲ بجے تک جاری رہا جلسہ کے بعد ایک گھنٹہ دوستوں کے سوالات کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔ اس دوران مکرم یوسف قادر صاحب نے تمام سامعین کی چائے اور لوازمات سے تواضع کی۔ جزاہ اللہ خیراً۔

وہاں سے فارغ ہو کر قیام گاہ پہنچے تو دس تعلیم یافتہ نوجوان تشریف لائے اور کہا کہ یہ گاؤں مختلف قسم کی مشرکانہ رسوم و رواج کا اڈہ ہے اور گاؤں سے تین میل کے فاصلہ پر ایک بزرگ کا مزار ہے جہاں ہر قسم کا شرک اور بدعت ہے جس کا ردِ عمل اس گاؤں اور مضافات میں پایا جاتا ہے اس کی روک تھام کے لئے یہاں کا تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ تیار رہتا ہے۔ چنانچہ انکے ساتھ بھی صبح تین بجے تک نہایت پیار محبت کے ماحول میں تبادلہ خیالات ہوا اور انہیں سلسلہ کا لٹریچر دیا گیا اس گاؤں کے قریب ناگور شہر میں ایک عارف باللہ اور صوفی و مبلغ اسلام حضرت شاہ الحمید کی آخری آرام گاہ ہے جو ۵۰۰ سال قبل اس گاؤں میں آکر تبلیغ اسلام کرتے رہے یہ مشہور درگاہ دیکھنے کے لئے ہمارا وفد صبح وہاں گیا او نچے میناروں اور گنبدوں پر مشتمل اس عمارت کے اندر جب ہم داخل ہوئے تو دیکھا کہ ہندو مسلم کے امتیاز کے بغیر مرد و زن مختلف قبروں پر سجدہ کر رہے ہیں مختلف قسم کے تعویذ ایک طرف فروخت کئے جا رہے تھے اور دوسری طرف سینکڑوں مسلمان مرد عورت اور بچے بچیاں بھیک مانگتے پھرتے تھے اس نظارہ کو دیکھ کر ہم بہت شرمندہ ہوئے کہ مسلمانوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کہ "میں تم کو قبر پرستی سے منع کرتا ہوں" کو یکسر فراموش کر کے قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

کاش مسلمان ان مشرکانہ حرکات سے اپنے آپ کو بچا کر خدا کے آستانہ پر جھکنے والے بنیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب کرے۔ آمین۔

وڈمان (آندھرا) میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مورخہ ۲۸ وفاء (جولائی) ۱۳۶۹ ہش/۱۹۹۰ء کو چار بجے سے نماز عصر تک جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیر صدارت محترم سیٹھ محمد بشیر الدین صاحب ناظم انصار اللہ

مسجد احمدیہ وڈمان میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید خاکسار نے کی۔ نظم مکرم خود عبدالعزیز صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ نے خوش الحانی سے ... بعدہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور اور بصیرت افروز پیغام صد سالہ جشن تشکر کے سال میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۹ء کے لئے حفظ کیا ہوا موثر انداز سے مکرم واصف احمد انصاری صاحب نے پیش کیا۔ ازاں بعد محترم مولانا حمید الدین صاحب شمس انچارج مبلغ نے فاضلانہ تقریر کی جسے بے حد پسند کیا گیا پھر خاکسار مسعود احمد انیس معلم وقف جدید جماعت احمدیہ وڈمان نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ صدر جلسہ کی دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔ جلسہ میں احمدی غیر احمدی مستورات احباب نے شرکت کی علاوہ ازیں مسجد احمدیہ وڈمان کے لاؤڈ سپیکر پر اس جلسہ کو تمام گاؤں نے سنا۔ چنتہ کنٹہ سے دس بارہ خدام بھی تشریف لائے سب کی چائے سے تواضع کی گئی۔ اور یہ اہم و خصوصی جلسہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے نیک نتائج ظاہر فرمائے۔ اور ہمیں زیادہ سے زیادہ احسن رنگ میں مقبول خدمات سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(خاکسار مسعود احمد انیس معلم وقف جدید وڈمان)

جناب پرنسپل صاحب بھدرک کی خدمت میں اسلامی لٹریچر کی پیشکش

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ) کی یہ کوشش تھی کہ چند افراد پر مشتمل ایک وفد کی شکل میں بھدرک کالج کے پرنسپل جناب ستیا نارائن مہانتی کے پاس جا کر پیغام حق پہنچایا جائے۔ چنانچہ مورخہ ۲۹/۷ بروز اتوار صبح ٹھیک نو بجے کے قریب قریب مکرم مولوی شیخ ہارون رشید صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک۔ مکرم کرشن احمد صاحب نائب قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھدرک۔ مکرمہ طاہرہ رب صدر لجنہ اماء اللہ بھدرک۔ عزیزہ امۃ النعیم عصمت عرف (لارڈلی) اور خاکسار پر مشتمل ایک وفد نے ایک جدید انگریزی قرآن شریف کے علاوہ انگریزی۔ ہندی اور اڑیہ لٹریچر پرنسپل صاحب کو تحفۃً پیش کیا جو موصوف نے احتراماً کھڑے ہو کر قبول کیا۔

اس موقعہ پر خاکسار نے جماعت احمدیہ کا تعارف و عقائد مختصر رنگ میں بیان کیا عزیزہ امۃ النعیم عصمت (عرف لارڈلی) نے پرنسپل صاحب کی خدمت میں ایک اڑیہ نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ پرنسپل صاحب بہت خوش ہوئے اور خوشی کا اظہار بھی کیا۔ یہ ملاقات تقریباً ۲۵ منٹ تک جاری رہی۔ بالآخر پرنسپل صاحب نے کہا کہ آپ کا جب بھی کوئی پروگرام ہو ہمیں ضرور اطلاع دیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ملاقات کے بہترین نتائج پیدا کرے۔ آمین۔

خاکسار شیخ علاؤ الدین مبلغ احمدیہ مسلم مشن بھدرک (اڑیسہ)

گلاسگو سکاٹ لینڈ میں جلسہ یوم خلافت

مورخہ ۲۶/۶/۹۰ کو ساڑھے سات بجے جلسہ یوم خلافت کی کارروائی زیر صدارت محترم عبدالغفار صاحب عابد صدر جماعت احمدیہ گلاسگو شروع ہوئی عزیزم ملک عاطف محمود صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم ڈاکٹر ندیم احمد صاحب نے نظم سنائی ازاں بعد محترم صدر اجلاس نے بزبان انگلش جلسہ کی اہمیت و غرض و غایت بیان فرمائی اس اجلاس میں محترم شبیر احمد صاحب خالد نے "نظام خلافت" محترم چوہدری منور احمد صاحب نے خلافت کی برکات" عناوین پر تقاریر کیں بعدہ سیرالیون کے ایک دوست نے افریقہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات پر بہترین انداز سے روشنی ڈالتے ہوئے جماعت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا آخر میں خاکسار نسیم احمد چیمہ مبلغ گلاسگو نے احباب جماعت کو خلافت سے وابستہ رہنے خلیفہ وقت سے رابطہ رکھنے اور ہر تحریک پر لبیک کہنے کی طرف توجہ دلائی۔ احمدی احباب مرد و زن کے علاوہ غیر از جماعت دوستوں اور ایک چینی دوست نے بھی جلسہ میں شرکت کی جلسہ کے اختتام سے قبل محترم ظفر احمد صاحب نے اپنی ایک نظم سنائی اور ۹ بجے کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ آخر پر سب دوستوں کی چائے سے تواضع کی گئی جس کا انتظام محترم ضیاء الدین صاحب امینی نے خدام کے ساتھ مل کر کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔

(خاکسار نسیم احمد چیمہ گلاسگو)

منظوری صوبائی امراء

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت مندرجہ ذیل افراد کو ۹۲/۶ تک صوبائی امیر مقرر فرمایا ہے۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ ان کے ساتھ پورا تعاون کریں۔ حضور انور کا ارشاد زیر ریزولیوشن ۷۹-خ / ۹۰-۸-۲۶ صدر انجمن احمدیہ ریکارڈ ہو گیا ہے۔

(۱) مکرم عبدالباسط خاں صاحب کٹک۔ صوبائی امیر اڑیسہ۔
(۲) ” ایم شفیع اللہ صاحب بنگلور صوبائی امیر کرناٹک۔
(۳) ” عبدالحمید صاحب ناک یاری پورہ صوبائی امیر وادی کشمیر۔

اللہ تعالیٰ ان سب کو بہتر رنگ میں خدمات کی توفیق دے

ناظر اعلیٰ قادیان

دعائے مغفرت

● ۔ میری بیٹی جو مکرم طارق محی الدین آف بنارس کی اہلیہ تھی مورخہ ۹۰/۶/۲۶ کو بنارس میں دوران زچگی اچانک وفات پا گئیں۔

مرحومہ نیک سیرت خادم دین اور ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آنے والی تقویٰ شعار اور مہمان نوازی کا جذبہ رکھنے والی تھیں مرحومہ نے اپنے پیچھے چار چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے نیز مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

(عبدالستار صدیقی سابق صدر جماعت احمدیہ کانپور)

● ۔ مکرم عبدالستار خاں صاحب کیرنگ ایک صد روپے اعانت بدر ادا کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب ایک سال سے زائد عرصہ فریش رہ کر ۹۰/۷/۲۳ کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے کیرنگ کی جماعت میں سیکرٹری وقف جدید زعیم انصار اللہ اور امام الصلوٰۃ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں صوم و صلوٰۃ کے پابند اور تہجد گزار تھے آپ نے اپنے پیچھے سوگوار بیوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقامات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

درخواست دعا

(۱) مکرم محمد حبیب اللہ صاحب گوملہ رانچی سے ۱۵۰/- روپے مختلف مدات میں ارسال کرتے ہوئے مکرم محمد ظفر اللہ صاحب کی دینی دنیاوی ترقیات کے لئے نیز مکرم محمد عبدالسلام صاحب مونگیر کے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور اولاد کے روشن مستقبل کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہیں

(۲) مکرم چوہدری نصر اللہ خاں صاحب آف کینیڈا حال مقیم قادیان دینی دنیاوی ترقیات کیلئے نیز جن نیک مقاصد کو لیکر قادیان آئے ہیں ان کی قبولیت کیلئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(۳) مکرم عبدالرؤف صاحب سویڈن سے تحریر فرماتے ہیں کہ موصوف کی ہمشیرہ عزیزہ امتہ الرشید ریحانہ کے پیٹ میں رسولی کا اپریشن لاہور میں ہوا تھا۔ اب پھر اطلاع ملی ہے کہ دوبارہ رسولی ہو جانے سے پھر اپریشن ہوا ہے موصوفہ کی صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

بدر کی توسیع اشاعت کیلئے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ مینیجر

ارشاد نبوی

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

اسلام لا، تو ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جائے گا

(محتاج دعا)

یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

قادیان دارالامان میں مکان یا پلاٹ کی خرید و فروخت کے لئے خدمات حاصل کریں

احمد پراپرٹی ڈیلرز

(پروپرائیٹر)

نعیم احمد طاہر، احمدیہ چوک قادیان ۱۴۳۵۱۶

AHMAD PROPERTY DEALERS
AHMADIYYA CHOWK QADIAN 143516

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم جیولرز

پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

(پتہ)

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی

فون نمبر ۶۲۹۴۴۳

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکاف عبدہ

ببانی پولیمرز کلکتہ ۷۰۰۰۴۶

(منجانب) (الیعقوب ۸۱)

۵۲۰۶، ۵۱۳۷، ۲۰۲۸، ۴۳

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے!

زدجام عشق ۱۰۰/- روپے
جوب مُفید اٹھرا ۴۵/- روپے
اکسیر اولادِ نرینہ (کورس)
تریاقِ معدہ ۸/- ۱۵/-
روشن کاجل
حب جدوار ۳/-

طاہر دواخانہ (رجسٹرڈ) گول بازار ربوہ (پاکستان)

ربوہ میں آپ کے قدیمی احمدی جیولرز

محمود جیولرز

گول بازار - ربوہ - (پاکستان)
فون:- ۶۸۲/۹۸۱

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے
(دُرِّثمین)

AUTOWINGS,

آٹو ونگس

15 - SANTHOME HIGH ROAD,
MADRAS - 600004.
PHONE No. 76360
74350

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
فون:- دُکان: ۶۴۹ رہائش: ۸۴۱

پروپرائیٹر:- حاجی شریف احمد - حاجی حنیف احمد کامران

قائم ہو پھر سے حُکم محمدؐ جہان میں ؛ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS

(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCIETY LTD.
PLOT NO. 6. GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE, ANDHERI (EAST)
PHONES } OFFICE:- 6348179 } BOMBAY - 400059
RESI:- 6233389

اِشفعوا تؤجروا
(سفارش کیا کرو، تم کو سفارش کا بھی اجر ملے گا)
(حدیثِ نبویؐ)

RABWAH WOOD INDUSTRIES,

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS,
DEALERS IN:- TIMBER, TEAK, POLES, SIZES, FIRE WOOD,
MANUFACTURERS OF:- WOODEN FURNITURE, ELECTRICAL ACCESSORIES ETC.
P.O. VANIYAMBALAM (KERALA)

کوئی میرا دُشمن نہیں

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-
"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دُشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف اُن باطل عقائد کا دُشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول ہے۔"
(روحانی خزائن جلد ۱۷ - اربعین نمبر (۱) صفحہ ۳۴۴)

طالبانِ دُعا:- } محمد شفیق سہگل - محمد نعیم سہگل - محمد لقمان جہانگیر - مبشر احمد - جاوید احمد
پسران مکرم میاں محمد بشیر صاحب سہگل مرحوم کلکتہ

بھارت کے ڈاکٹروں کے لئے خوش خبری!

جدید ہومیو پیتھی یعنی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن (CURATIVE SYSTEM OF MEDICINE)

گزشتہ اکتیس ۳۱ سالوں میں ہومیو پیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر کی قیادت میں ہومیو پیتھ ڈاکٹروں کی ایک ٹیم کی ریسرچ کو چار سو سے زیادہ مجرب ادویات (SPECIFICS) کی صورت میں دنیائے طب (MEDICAL WORLD) کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحبان کے علاوہ عام پڑھے لکھے لوگ بھی ان ادویات سے کیوریٹو لٹریچر کی مدد سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

جو بذریعہ خط مفت منگوایا جا سکتا ہے۔ ادویات کی سپلائی کیلئے عالمی سطح پر سپلائی کا انتظام ہے۔

جدید کیوریٹو ہومیو پیتھک ادویات انسانی امراض کے علاوہ حیوانات اور پولٹری کی مرضوں کے لئے بھی تیار کی جاتی ہیں۔

کاروباری شرائط وغیرہ کے لئے رابطہ فرمائیں:۔

خاکسار:۔ سیلز منیجر کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون:۔ ۷۷۱/۶۰۶/۶۰۷

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان جمشید ساڑی مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

AUTHORISED Mahindra JOBBERS

AUTHORISED DISTRIBUTORS

AMBASSADOR TREKKER BEDFORD CONTESSA

PERKINS

آٹو ٹریڈرز

۱۶۔ مینگو لین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS
16 - MANGOE LANE
CALCUTTA - 700001.
"AUTOCENTRE" :تار کا پتہ

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ماروتی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز:۔ 28-5222 اور 28-1652

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"

(کشتی نوح)

NIR ®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!